REGD NO P. 67
رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ
WEEKLY BADR QADIAN
ہفت روزہ بدر قادیان
جلد ۱۶
شمارہ ۱۰
ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
شرح چندہ
سالانہ - /۱۲ روپے
ششماہی - /۶ روپے
ممالک غیر - /۲۰ روپے
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے
۹ امان ۱۳۴۶ ہش | ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ | ۹ مارچ ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۷ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۵ مارچ کی رپورٹ مظہر ہے کہ

حضور انور کی عام طبیعت تو بفضلہ تعالیٰ بہت بہتر ہے لیکن کھانسی کی تکلیف ابھی چل رہی ہے۔

احباب خاص توجہ اور التزام سے حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۷ مارچ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کو آٹھ دس روز سے گلے کی تکلیف چل رہی تھی۔ گزشتہ جمعہ کے روز سے حرارت بھی ہو گئی اور تین روز ٹمپریچر ۱۰۱ تک رہا۔ کل سے درجہ حرارت نارمل ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ صاحب کو کامل شفا بخشے۔ آپ کے اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۷ مارچ۔ محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی کا بڑا صاحبزادہ عزیز سعادت احمد بارہ روز سے بخار ٹائیفائڈ سے بیمار ہے۔ اب بخار تو ٹوٹ چکا ہے مگر کمزوری بہت ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو جلد شفا یاب کرے۔ آمین۔

قسط ۲

دنیائے عیسائیت میں زلزلہ کا ایک شدید جھٹکا

امریکی پادری جیمز البرٹ پائک کی عیسائی عقائد پر تنقید

از مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی ایڈیٹر رسالہ انصار اللہ ربوہ

امریکہ کے مشہور ہفت روزہ رسالہ ٹائم کی ۱۱ر نومبر ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں بشپ پائک کے نظریات کے متعلق ایک تفصیلی مضمون شائع ہوا ہے۔ اس کے مطالعہ سے بشپ پائک کے نظریات اور ان کے شدید ردعمل کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ بشپ پائک نے تثلیث، الوہیت مسیح، پیدائشی گناہ، صلیبی موت، کفارہ، مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے، آسمان پر جسم عنصری کے ساتھ جانے اور دوبارہ آسمان سے نازل ہونے کے مروجہ عیسائی عقائد کو جس طرح ہدف ملامت بنایا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے مضمون نگار رقمطراز ہے:-

"فی زمانہ عیسائیت کی صداقت پر سب سے بڑھ کر شبہ کرنے والا ایک بدنام ترین رسالہ جیمز البرٹ پائک ہے جس نے حال ہی میں کیلیفورنیا کے ایپسکوپل بشپ کے عہدہ سے استعفا دے دیا ہے۔ عیسائیت کا شاید ہی کوئی ایسا عقیدہ ہو گا جس کا کسی نہ کسی وقت پائک نے انکار نہ کیا ہو۔ ایسا کرنے میں وہ امریکہ میں ایک نئی بحث کو ہوا دینے کا موجب بنا ہے۔"

(ٹائم ۱۱ر نومبر ۱۹۶۶ء صفحہ ۹۴)

اب رہا یہ سوال کہ بشپ پائک کے نزدیک عیسائیت کے مروجہ عقائد کو یکسر رد کر دینے کے بعد عیسائیت کی وہ کونسی شکل ہے جس پر پختہ ایمان رکھنا ضروری ہے، سو اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے "ٹائم" میگزین کے مضمون نگار نے آگے چل کر لکھا ہے:-

"بشپ پائک کا مقصد ہرگز بھی دہریت کی راہ ہموار کرنا نہیں ہے۔ دینی عقائد میں ان کی اختصار پسندی کا مقصد عیسائیت پر ایمان کو یقینی اور مستحکم بنیاد پر استوار کرنا ہے۔ پائک کا کہنا یہ ہے کہ عیسائیت کو زندہ رہنے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ ہے ... کم سے کم عقائد لیکن پختہ سے پختہ تر ایمان۔ اس چلتے ہوئے نعرہ کے نام پر پائک اس بات پر بالکل آمادہ نظر آتا ہے کہ گزشتہ بیس صدیوں میں عیسائی عقائد نے تغیر و ترقی اور تغیر و تبدل کی جو منازل طے کی ہیں انہیں اسی طرح دریا برد کر دیا جائے جس طرح جہاز کو ڈوبنے سے بچانے کے لئے اس پر لدا ہوا زائد مال و اسباب سمندر میں پھینک دیا جاتا ہے اور جب جیمز کو وہ چرچ کا اہم بنیادی اور ناقابل تخفیف پیغام سمجھتا ہے اسے باقی رہنے دیا جائے۔ اس کے نزدیک چرچ کا واحد اہم مرکزی اور ناقابل تخفیف پیغام یہ ہے کہ محبت کرنے والا خدا زندہ موجود ہے جس پر ہر چیز کا انحصار ہے اور مسیح اس کا وہ دکھ اٹھانے والا خادم ہے جو مظہر انسانیت کے طور پر دنیا میں آیا۔ اور اس کی ایثار و قربانی سے بھرپور زندگی ایک ایسی مثالی زندگی ہے جسے اپنا کر اور جس کے نقش قدم پر چل کر مسیح کی طرف منسوب ہونے والے ابدی زندگی کے وارث بن سکتے ہیں۔"

(ٹائم ۱۱ر نومبر ۱۹۶۶ء صفحہ ۹۷)

اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ بشپ پائک مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ وہ حضرت مسیح کو صرف ایک انسان اور خدا کا بھیجا ہوا ایک رسول تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس حیثیت سے اس کی پیروی کو عیسائیوں کی نجات کا ذریعہ یقین کرتے ہیں۔ نہ وہ تثلیث کے قائل ہیں اور نہ مسیح کی الوہیت کے۔ اور کفارہ کے۔ بحیثیت عیسائی وہ یہ اعتقاد رکھنے میں حق بجانب ہیں کیونکہ انہیں ایسا کرنے میں انجیل کی پوری پوری تائید حاصل ہے۔ یہی کچھ انجیل یوحنا کی رو سے مسیح نے تعلیم دی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ مسیح نے خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہا:-

"ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے، جانیں۔"

(یوحنا باب ۱۷ آیت ۳)

خود کلیسا کے ایک ذی اثر پادری کا تثلیث اور الوہیت مسیح کے باطل عقائد کا انکار کر کے محض توحید باری تعالیٰ اور مسیح کی رسالت پر زور دینا اور اسی کو ایمان کی بنیاد قرار دینا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ عیسائیت کی وہ بگڑی ہوئی شکل جس نے مسیح کی طرف منسوب ہونے والے کروڑوں انسانوں کو خطرناک شرک میں مبتلا کر دیا، حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئی کے بموجب اب اپنی موت آپ مر رہی ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خبر دی ہے وہ دن دور نہیں جب خدا کی سچی توحید جسے بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں، ملکوں میں پھیلے گی۔ عیسائی اقوام میں زور شور سے پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔

(باقی صفحہ ۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر۔ قادیان ۔۔ مورخہ ۹ مارچ سنہ ۱۹۶۷ء

دجّالی فتنے نئے روپ میں!!

جب ہندوستان میں جب انگریزی حکومت قائم ہو گئی تو اُن کی تقویت کے لئے مسیحی پادری بھی ہم ملک کے میدان میں اُتر آئے۔ سیاسی اقتدار اور حکومت کی ظاہری شان و شوکت کے سایہ تلے پادریوں نے ایک منصوبہ بند طریق سے اپنے مذہب کی تبلیغ کا پورا زور لگایا۔ یہ وقت مسلمانوں کی انتہائی کمزوری کا تھا۔ وہ مسیحیوں کے بھرپور حملہ کے سامنے بری طرح پسپا ہو رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس حالت میں پادریوں کا پلّہ بھاری رہا۔ اور ہزاروں ہزار افراد بپتسمہ لے کر عیسائی ہو گئے۔

ایسے نازک وقت میں خدا تعالیٰ نے حضرت مقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی حفاظت کے غیر معمولی سامان فرمائے۔ آپؑ نے مستند کتب کے حوالوں سے پادریوں کا ایسا تعاقب کیا کہ ان کے کیمپ میں کھلبلی مچ گئی۔ اور آپ کے پیش کردہ دلائل کی تلوار نے اُن پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ صورتِ حال یہ ہو گئی :۔

- مسیحیت کی حیرت انگیز ترقی یکدم رُک گئی۔
- اسلام کے خلاف پادریوں کی شدت میں نمایاں کمی آ گئی۔
- اسلام کے خلاف پادریوں کی جارحانہ کوششیں اب اپنے ہی گھر اور مذہب کی مدافعت کی طرف پلٹنے پر مجبور ہو گئیں۔
- بائیبل کے وہ خاص مقامات جن کو آپ نے پادریوں کے رجل و فریب کو طشت از بام کرنے کے لئے پیش کیا تھا انہیں خود ہی ان مقامات کو سرعت کے ساتھ بدلنے لگے
- تحریف بائیبل کے ثبوت میں بے شمار قسم کے حوالے جماعت احمدیہ کے ہاتھ آنے لگے۔ جن سے قرآن کریم کی پیشگوئی ولا تزال تطلع علیٰ خائنۃ منھم کی صداقت زیادہ نمایاں ہونے لگی۔

مغربی اقوام کے سیاسی عروج کے بعد جب حالات ہی میں ان کے زوال کا زمانہ شروع ہوا۔ اور مشرقی دنیا سے مغربی نو آبادیوں کی صف لپیٹ دی گئی تو مسیحیت بھی کروٹ بدل رہی ہے۔ اب دجّالی فتنہ ایک نئے روپ میں ظاہر ہو رہا ہے!!

پہلے دور میں اگر سیاسی اقتدار کے ساتھ مسیحی پادریوں کا طریق جارحانہ تھا اور اسلام دشمنی میں پورا زور صرف کیا جا رہا تھا۔ تو اب سیاسی اقتدار ختم ہو جانے کے ساتھ ساتھ مسیحی پادریوں نے اس طریق کو چھوڑ کر معاندانہ لباس پہن لیا ہے۔ "ھمآء کی تحریک" جس کی تفصیل مولانا سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی کے مضامین میں پہلے آ چکی ہے، چلانے والوں کی طرح سے یہ لوگ قرآن کریم کی آیات کو اُن کے سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے یا بعض الفاظ اور فقرات کے من پسند معانی کر کے انہیں مسیحی باطل عقائد کی تائید میں پیش کر رہے ہیں۔ اس طرح کم علم مسلمانوں کو ورغلانے اور ان کی ناپاک چالوں سے ناواقف علماء کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

مسیحی پادریوں کی یہ نئی چال جس قدر گہری ہے اسی قدر خطرناک بھی ہے۔ عام مسلمان تو پہلے ہی اپنے دین سے ناواقف ہیں اور جو عام کے علماء ہیں وہ بھی قرآن کریم اور دینی تعلیمات سے بس واجبی حد تک علم رکھتے ہیں اس بارہ میں گہرا مطالعہ نہ ہونے کے سبب اسلام کو کچھ فائدہ پہنچانے کی جگہ نادان دوست کی طرح اُلٹا نقصان پہنچانے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔

زہرت یہ کہ خود مسلم علماء اپنی تفاسیر میں ایسی لایعنی باتیں لکھ گئے ہیں جن کا علم قرآن سے تو کوئی تعلق واسطہ نہیں البتہ اسلام پر طعن کرنے والوں کے ہاتھوں کو مضبوط کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رہنے دی گویا ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم　　کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

خیر اب نہ تو افسوس کرنے کا موقعہ ہے اور نہ اس کا کوئی فائدہ۔ اسلام خدا کا بھیجا ہوا آخری دین ہے۔ اُس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے رکھا ہے اور مسیح تو یہ ہے کہ اس نے اس کی حفاظت کر کے دکھا دی ہے اب تو مسلمانوں کو اپنے ایمان کی فکر چاہیئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے خطرناک فتنہ کے وقت خوب ہوشیار رہے اور کسی عنصر کو اس بات کی اجازت دے کہ محض غفلت کی وجہ سے اس کا متاعِ ایمان لوٹ سکے۔

بخاری شریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کشف درج ہے جس میں حضورؐ نے مسیح موعود کو بیت اللہ شریف کا طواف کرتے دیکھا۔ اسی وقت آپؐ نے دجّال کو بھی کعبہ کے گرد چکر لگاتے دیکھا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ رات کے وقت چوکیدار بھی گھروں کے گرد گھومتے ہیں اور ڈاکو اور چور بھی۔ لیکن دونوں کے گھومنے پھرنے کا مقصد اور نیت جُدا ہوتی ہے۔ چوکیدار حفاظتی نقطۂ نگاہ سے گھومتا ہے اور ڈاکو اور چور لوٹنے اور فساد برپا کرنے کی غرض سے۔ یہی مضمون اس کشف میں بیان کیا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں جہاں مسیح موعود کے ذریعہ دینِ اسلام کو تقویت حاصل ہوگی اور اس مبارک وجود کے ذریعہ خدا تعالیٰ اسلام کی حفاظت کے سامان فرمائے گا وہاں دجّالی فتنے بھی اُٹھیں گے اور اُن کی توجہ کا مرکز بھی اسلام ہی ہوگا مگر اس کی حفاظت اور سربلندی کی غرض سے نہیں بلکہ اس میں فساد اور بگاڑ پیدا کرنے کے لئے اور مسلمانوں کو اُن کے دین سے برگشتہ کرنے کی خاطر۔

پس مسلمان بھائیو! خبردار ہو جاؤ۔ اس وقت دجّالی فتنہ نئے روپ میں آ رہا ہے اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اپنے دین سے پوری طرح واقفیت حاصل کرو۔ قرآن کریم کے صحیح معانی اور مطالب سمجھنے کی کوشش کرو۔ اسلامی تعلیمات اور اُن کی فلاسفی سے آگاہی حاصل کرو۔ تا ایسا نہ ہو کہ تمہاری ناسمجھی اور جہالت سے فائدہ اُٹھا کر یہ فتنہ گر تمہارا متاعِ ایمان لوٹ لیں۔!!

اس قدیم فتنہ سے کامیابی کے ساتھ مقابلہ چاہتے ہو تو اسلام کی حسبِ ذیل پختہ تعلیمات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھو۔ صحیح اسلامی عقائد و نظریات کی مضبوط چٹان پر کھڑے ہو جاؤ پھر تم دیکھو گے کہ جو کبھی اس چٹان کا رُخ کرے گا وہ خود ہی پاش پاش ہو جائے گا۔ تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہ سکے گا۔

- ہمیشہ سچی اور خالص توحیدِ الٰہی کو لازم پکڑو۔ وہی خالص توحید جسے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پیش کیا گیا۔ اور سورۃ اخلاص میں اس کو جامع رنگ میں بیان فرمایا گیا۔
- یاد رکھو کہ کائناتِ عالم کو وجود بخشنے والا اور نیست سے ہست کرنے والا ایک ہی خدا ہے۔ اس کا کوئی بھی شریک نہیں۔ نہ ذات میں نہ صفات میں۔ وہ بیٹا بنانے اور کسی کا بیٹا کہلانے سے پاک ہے۔ نظامِ عالم کو چلانے میں وہ کسی کا محتاج نہیں۔
- اُس نے ہر زمانہ میں مخلوق بھٹکی مخلوق کی رہنمائی کے لئے انبیاء اور مرسلین بھیجے انہیں میں سے قوم کا ایک برگزیدہ مسیح بن مریم تھا جو مریم بتول کے پیٹ سے پیدا ہوا اور حضرت موسیٰؑ کے چودہ سو سال بعد بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا۔
- حضرت مسیحؑ کو دیگر انبیاء کے مقابلہ میں کسی طرح کی امتیازی حیثیت حاصل نہیں قرآن کریم میں اُن کے حق میں جو تعریفی کلمات یا خاص بیانات مذکور ہیں وہ صرف صفائی کی شہادت کا رنگ رکھتے ہیں۔ کیونکہ جس طور سے مریم بتول کے بطن سے آپؑ کی ولادت ہوئی اُس زمانہ کے نابکار یہود نے حضرت مسیحؑ اور ر باقی صفحہ ۱۲ پر

باقی صفحہ ۱۲ پر

قادیان میں عید کی قربانیاں

دوست جلد اطلاع دیں

از حضرت امیر صاحب مقامی قادیان

حسبِ سابق اس سال بھی عید الاضحیہ کے موقعہ پر بیرونجات سے کئی احباب جماعت کی طرف سے قادیان میں قربانی کا جانور ذبح کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ایسا کرنے سے ایک تو آسانی کے ساتھ اُن صاحب کے ذمہ کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی اس قربانی کے گوشت سے قادیان کے مستحق احباب استفادہ کر سکتے ہیں۔

اس لئے اس اعلان کے ذریعہ دوستوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اپنے لئے قربانی کے جانور کی رقم جلد از جلد بھجوا دیں تا انتظام میں سہولت رہے۔ اس وقت قادیان میں قربانی کے جانور کی قیمت کم سے کم پچاس روپیہ ہے۔

(حضرت مولانا) عبدالرحمان صاحب
امیر جماعت احمدیہ قادیان

ایک خطاب

قرآن کریم کے بیان فرمودہ دس روحانی علوم

جنہیں جانے اور جن پر عمل کئے بغیر ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ حقیقی اور پختہ تعلق قائم نہیں کر سکتے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک پُر معارف خطاب!

(۲)

یہ چار علوم جن کا میں نے ذکر کیا ہے زیادہ تر خدا تعالیٰ اور اس کی ذات سے تعلق رکھنے والے تھے۔ گو ان میں سے بعض مسائل انسان سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ اب بعض علوم ایسے ہیں کہ ان کا تعلق براہِ راست انسان سے ہے گو منبع ہر شے کا اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔ غرض

پانچواں علم وہ ہے

جو اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ سے تعلق رکھتا ہے۔ قرآن کریم ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہمارا اللہ اور ہمارا رب اپنی رحمت کے جوش میں یہ نہیں دیکھتا کہ اس کی مخلوق اپنی پیدائش، اپنی ترقی، اپنے قیام اور بقا کے لئے کوئی کوشش یا محنت کرتی ہے اور اس کے نتیجہ میں اللہ کا کوئی حق بنتا ہے یا استحقاق پیدا ہوتا ہے بلکہ اس کی ایک عام رحمت ہے جس کے نتیجہ میں وہ فضل کرتا چلا جاتا ہے۔ مثلاً ہمارے نزدیک وہ شخص جس کو ابوجہل کہتے ہیں، اس سے زیادہ بدبخت تو اور کوئی پیدا نہیں ہوا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ نے اُسے رزق میں تنگی نہیں دی۔ گو یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو جگانے کے لئے عذاب، وبائیں اور ابتلاء اس دنیا میں نازل کرتا ہے۔ انسانوں کے لئے بعض مشکلات بھی پیدا کرتا ہے لیکن عام طور پر اس کا قانون یہی ہے کہ

رحمتی وسعت کل شیءٍ

اس کی رحمت ہر چیز پر وسعت رکھتی ہے اور وہ اپنی رحمت کے سلسلہ میں کسی کافر اور مومن کو نہیں دیکھتا لیکن ویسے جب کوئی شخص ظلم اور سرکشی میں [illegible] حد سے تجاوز کر جاتا ہے تو وہ اسے کسی عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ وہ اسے دنیا میں بھی سزا دے دیتا ہے مثلاً جب ابوجہل اپنی سرکشی میں اپنے ظلم میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دینے میں حد سے تجاوز کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بچہ کے ہاتھ اس کی گردن کٹوا دی۔ لیکن اس کے قتل ہونے تک اس نے اس کی روزی بند نہیں کی بلکہ وہ اسی طرح اس کو رزق دیتا رہا جس طرح وہ اپنے مومن بندوں کو دیا کرتا ہے اس کا مکان بھی تباہ نہ کیا بلکہ وہ پہلے کی طرح قائم رہا۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے طائف کے متعلق کہا تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ کیونکہ جس طرح خدا تعالیٰ کی رحمت عام ہے اسی طرح

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت بھی عام تھی

آپ رحمۃ للعالمین تھے۔ آپ کی اس خُو اور اس کی فطرت نے نہ چاہا کہ کوئی ایسی خواہش کریں جو آپ کے رب کی عام سنت کے خلاف ہو۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا یا آپ کی خواہش ہوتی تو اللہ تعالیٰ میں یہ طاقت تھی کہ وہ آپ کے مخالفوں کو ایک سیکنڈ میں تباہ کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ میں یہ طاقت تھی کہ رات کو ابوجہل کا مکان گرتا اور اس کا سارا خاندان اس کے نیچے آ کر تباہ ہو جاتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے یہی چاہا جو چاہا اور جس رنگ میں اس نے اسے ذلت کی موت دینی چاہی دے دی۔ مگر عمر بھر اس کی سرکشیوں اور زیادتیوں کی وجہ سے اس نے اُسے اپنی عام رحمت اور فیضان عام سے محروم نہیں کیا۔ غرض اللہ تعالیٰ کی یہ ایک صفت ہے کہ اس کی رحمت

وسعت کل شیءٍ

ہے۔ اور یہ صفت قرآن کریم میں بڑی تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔ اور قرآن کریم نے اسے ایک مستقل علم کی حیثیت دے دی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت ہر وقت جوش میں آتی ہے اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی اس کی بقا کے لئے اس کی ترقی کے لئے اس کی نشوونما کے لئے اور اس کی صحت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے سامان پیدا کر دیئے قطع نظر اس کے کہ جن کے لئے خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی ان کا کوئی حق بھی تھا یا نہیں .... کیونکہ خدا تعالیٰ بلا استحقاق دینے والا ہے اور یہ علم خدا تعالیٰ نے ہمیں اس لئے دیا ہے کہ ہمارے دلوں میں اپنے رب کا شکر پیدا ہو ہم میں سے ہر شخص یہ سوچے کہ مذہبی فرائض جو اس پر عائد ہوتے ہیں ان کی ادائیگی بھی خدا تعالیٰ کی توفیق کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اسلام مذہبی لحاظ سے بہت باریکیوں میں جاتا ہے مثلاً بلوغت کو ہی لے لو۔ اسلام نے اس کی مختلف شکلیں دکھا دی ہیں۔ نماز کے فرض کے لئے بلوغت دس سال سے شروع ہوتی ہے اور روزہ کے لئے بلوغت اس وقت سے شروع ہوتی ہے جس وقت انسان کا جسم اپنی نشوونما میں کمال تک پہنچ جائے۔ اس سے پہلے وہ روزہ کے فرض کے لحاظ سے بالغ نہیں ہو گا گویا

قرآن کریم نے ہمیں ایک نہایت حسین حکم دیا ہے

کہ اس وقت تک فرض روزے نہ رکھنا جب تک تم اپنی نشوونما میں کمال تک نہیں پہنچ جاتے یا اپنی بلوغت کے قریب پہنچتے ہوئے اس رنگ میں روزے نہ رکھنا کہ تمہارے جسمانی نشوونما پر اس کا اثر ہو۔ پھر اسلام نے روزے کی بلوغت کی عمر مقرر نہیں کی اور اس میں یہ حکمت تھی کہ جسمانی نشوونما کی بلوغت ملک ملک کے لحاظ سے مختلف ہے۔ جس عمر میں انگلستان کا ایک باشندہ بلوغت کو پہنچتا ہے اس سے پہلے پاکستان کا ایک نوجوان اپنی جسمانی بلوغت کو پہنچ جاتا ہے اور اگر اسے بھی پہلے عرب میں بسنے والا ایک نوجوان اپنی بلوغت کو پہنچ جاتا ہے۔ گو ابھی مکمل تحقیق تو نہیں ہوئی اور ابھی معلوم نہیں کیا کیا نئے علوم ہمارے سامنے آئیں لیکن سائنس نے جو ... تحقیق کے بعد یہ ثابت کیا ہے کہ اکیس سال کی عمر تک انسان کا جسم پکا ہوتا ہے۔ سائنس دانوں نے یہ قاعدہ بنایا ہے کہ اکیس سال کی عمر تک بچے کو اس نشوونما کے زمانہ میں جو چیزیں، وقت اور جتنی مقدار میں کھانے کی خواہش پیدا ہو ملنی چاہیئے ورنہ اس کی نشوونما صحیح نہیں ہو سکتی۔ اگر قرآن کریم میں روزہ کے فرض کے لئے بلوغت ہی دس سال مقرر کر دی جاتی تو معترض اعتراض کرتا کہ قرآن کریم نے ملک ملک کی بلوغت میں جو فرق تھا اس کا خیال نہیں رکھا تم کہتے ہو کہ خدا تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے تو کیا اسے اس فرق کا بھی علم ہے۔ پھر اس نے اس فرق کو کیوں نظر انداز کر دیا۔ اسلام نے روزوں کے لئے صرف بلوغت کی شرط لگائی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے متعلق تفصیلی احکام بیان کئے ہیں۔ وہ یہ ہے غرضیکہ تعلیم ایسی ہے کہ اس پر کوئی مخالف اعتراض نہیں کر سکتا۔ سائنس دان جتنی چاہیں تحقیق کر لیں نئی دریافتیں کر لیں علوم میں نئے نئے اضافے کرتے چلے جائیں وہ جو مرضی ہو کر لیں وہ حقائق کے میدان میں کسی نتیجہ پر بھی پہنچیں قرآن کریم اور

اسلام کی تعلیم پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو گا

بلکہ اسلام کی تعلیم کی خوبی اور اس کی حقانیت ثابت ہو گی۔ مثلاً یہی روزے کا مسئلہ ہے قرآن کریم نے کہا تھا کہ نماز کی بلوغت کے ساتھ روزوں کی فرضیت عائد نہیں ہوتی۔ یہ نہیں کہ دس سال کا بچہ ہوا اور تم سوٹیاں مار مار کر اس کو روزے رکھوانا شروع کر دو بلکہ روزے کی بلوغت اور ہے۔ جب کوئی نوجوان اس عمر کو پہنچ جائے کہ وہ روزے

کی سختی کو برداشت کرلے اور اس طرح اس کے جسم کی نشوونما پر کوئی برا اثر نہ پڑے تو اس وقت وہ رمضان کے پورے روزے رکھے۔ اس سے پہلے رمضان کے پورے روزے اس پر فرض نہیں مگر بلوغت کو پہنچنے سے پہلے وقفہ وقفہ سے روزے رکھے جا سکتے ہیں۔ مثلاً ایک، پھر دو، پھر تین، پھر چار، پھر پانچ۔ اس سے بچہ کی نشوونما پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا۔ بلکہ یہ بات ان کی نشوونما کے لئے ممد ہوتی ہیں۔ رمضان کے متعلق ہر سمجھدار کو یہ تجربہ ہوگا کہ رمضان کے پہلے روزوں کے دوران انسان اپنے اندر زیادہ طاقت محسوس کرتا ہے وہ کوئی کمزوری محسوس نہیں کرتا لیکن جب رمضان کے چند دن گزر جاتے ہیں۔ تو رمضان کا تھوڑی اثر انسانی جسم پر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ کی ایک عام رحمت ہے جو ہر مخلوق کے لئے جوش میں آتی ہے۔ انسان کے لئے بھی اور غیر انسان کے لئے بھی۔ اور یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر یہ رحمت نہ ہوتی تو ہم نیکی کے کام کبھی نہ کر سکتے۔ کیونکہ کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میرا خدا پر کوئی حق ہے اور اس حق کی وجہ سے اس پر لازم ہے کہ وہ مجھے اس سال تک صحت والا رکھے اور مجھے کسی بیماری میں مبتلا نہ ہونے دے لیکن عام حالات میں وہ بغیر استحقاق انسان کو یہ نعمتیں دیتا ہے۔ وہ انسان کو صحت دیتا ہے، سمجھ دیتا ہے، ماحول مناسب دیتا ہے۔ تب انسان روزے رکھتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی عام رحمت نہ ہوتی تو وہ روزے نہ رکھ سکتا گویا یہ عام رحمت اس بات کی بنیاد بنی ہے کہ انسان نیکی بجا لانے کی توفیق حاصل کرے اور جب اللہ تعالیٰ نے یہ بنیاد رکھ دی تو انسان کو آزادی دی کہ وہ نیکی کرے یا بدی کا ارتکاب کرے۔ اگر وہ نیکی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کہتا ہے ہم تمہیں آسمان کی رفعتوں پر لے جاتے ہیں۔ آسمان کے دروازے تمہارے لئے کھول دیتے ہیں اور ہمارے لئے صرف پہلے آسمان کے ہی دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ بلکہ مسلمانوں کے لئے اگر وہ حقیقی مسلمان ہیں اور ان کا علم، ان کی سوچ، ان کا فکر، ان کا تخیل اور ان کا عمل مسلمانوں والا ہے ان کے لئے

ساتویں آسمان کے دروازے

کھولے جاتے ہیں یعنی ایک مسلمان بھی انبیائے بنی اسرائیل سے آگے نکل سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کئے ہیں کہ وہ انبیائے بنی اسرائیل سے آگے نکل جائے اس کے باوجود ان لوگوں کی بڑی بدقسمتی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ پہلے آسمان کا دروازہ بھی ان کے اوپر بند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قسمت کے دروازے ان پر کھولے۔

غرض اگر خدا تعالیٰ کی رحمت عامہ نہ ہوتی تو دعا اور تدبیر کا وجود بھی نہ ہوتا۔ کیونکہ دعا کے قائل ہونے سے پہلے اور تدبیر کرنے سے پہلے ہمیں بہت کچھ چاہیئے اور یہ کہ ہمیں بہت کچھ چاہیئے اس کے لئے ہمارا کوئی استحقاق نہیں ہم نے کوئی نیکی نہیں کی ہم نے کوئی عمل نہیں کیا۔ بلکہ پہلی نیکی کرنے سے پہلے بھی ہمیں بہت کچھ چاہیئے۔ اور یہ تو حقیقت ہے کہ ہم نے پہلی نیکی سے پہلے کوئی نیکی نہیں کی لیکن اللہ تعالیٰ کی جو عام رحمت ہے جو انسان پر فضل الٰہی کی شکل میں نازل ہوتی ہے اس کے بعد انسان مجاہدہ اور دعا کی توفیق پاتا ہے۔ اور جب دعا اور تدبیر کی توفیق پاتا ہے۔ تو

ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ علم دیا ہے

کہ جب تم ہمارے بتائے ہوئے طریق کے مطابق تدابیر کرو گے اور ان تدابیر کے بارآور ہونے کے لئے دعائیں کرو گے تو ہم تم پر اپنا رحیمیت کا فضل نازل کریں گے ہم تمہیں مزید فضلوں سے نوازیں گے۔ یہ علم بھی قرآن کریم میں ایک مستقل علم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ محنت اور کوشش پر نتائج مرتب کرتا ہے جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا۔

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

اس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو تدبیر کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور فرمایا ہے کہ ہم نے اپنے فضل سے تمہارے کسی استحقاق کے بغیر تم پر فضل کر کے تمہیں اس قابل بنا دیا ہے کہ تم مجاہدہ کرو، سعی کرو، اگر تم مجاہدہ کوشش اور تدبیر نہیں کرو گے تو تم آگے ترقی نہیں کر سکو گے۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ۔

میرا کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ عام رحمت یہاں آ کر ختم ہو جاتی ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی عام رحمت ہمارے ہر عمل کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیوض کی نہریں پہلو بہ پہلو متوازی چل رہی ہوتی ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وہ کون ہے جو اضطرار کی حالت میں انسان کی دعائیں سنتا ہے ایک انسان لاچار ہوتا ہے۔ ہر راستہ اس پر بند ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے اور وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کون ہے جو تمہاری دعاؤں کو ان حالات میں سنتا ہے اور تمہاری مشکلات کو دور کرتا ہے۔ ان حالات میں جو ذات تمہاری مدد کو آتی ہے اور تمہاری دعاؤں کو سنتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ غرض یہ بھی ایک بڑا وسیع علم ہے جو علم کے تواعد میں بند تھا ہمارا قرآن کریم میں پایا جاتا ہے۔

پہلے علوم جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ ان کے نتیجہ میں ہمارے دلوں میں اس بات کی ایک حقیقی تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ ہم جلد سے جلد اپنے رب کا قرب حاصل کریں ہمیں اس کا وصل میسر آ جائے۔ اس مقصد کو کم سے کم وقت میں اور جلد سے جلد حاصل کرنے کے لئے صراط مستقیم کی ضرورت ہے۔ کیونکہ

صراط مستقیم ہی وہ راستہ ہے

جو جلد سے جلد کم سے کم وقت میں اور کم سے کم کوشش کے نتیجہ میں منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ غرض قرآن کریم میں علم صراط مستقیم ایک مستقل حیثیت رکھنے والا علم ہے۔ اور یہ تمام اوامر اور نواہی جو قرآن کریم میں پائے جاتے ہیں وہ صراط مستقیم سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔

قرآن کریم میں سینکڑوں ایسے حکم ہیں جن میں انسان کو یہ کہا گیا ہے کہ تم یہ کرو۔ اور سینکڑوں ایسے حکم ہیں جن میں انسان کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ تم یہ نہ کرو۔ اور یہ تمام احکام یعنی اوامر و نواہی صراط مستقیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے صحراؤں میں سڑکوں کے نشان ہوتے ہیں۔ دنیا میں بہت سے صحرا اب بھی ایسے پائے جاتے ہیں جہاں کوئی پختہ سڑک نہیں۔ وہاں کوئی مستقل قسم کی سڑک قائم ہی نہیں رہ سکتی آندھیاں چلتی ہیں اور وہ ریت کو اٹھا کر ادھر ادھر لے جاتی ہیں وہاں ایسے نشان مقرر کئے گئے ہیں جو مسافروں کو رستہ تلاش کرنے میں مدد دیتے ہیں یعنی دو طرف ایسے ستون بنائے گئے ہیں اور نشان لگائے گئے ہیں جن کے اندر رستہ ہوتا ہے۔ اور ان کے اس طرف بھی خطرہ ہوتا ہے اور اس طرف بھی خطرہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اوامر اور نواہی بھی اسی قسم کے نشانات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے سیدھے راستہ کے دونوں طرف لگائے ہیں اور ان نشانوں کا علم بڑی تفصیل سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں دیا ہے۔

پس تمام اوامر اور نواہی صراط مستقیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر ہم صراط مستقیم کو چھوڑ کر کسی اور جہت کی طرف بھٹک جائیں تو ہم خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتے۔

صراط مستقیم کا تعلق

انسان کی دو زندگیوں یعنی اس دنیا کی زندگی اور اخروی زندگی سے ہے دنیا میں انسان کے نیک اور مناسب حال اعمال کے جو نتائج نکلتے ہیں اگرچہ وہ بھی جنت کو پیدا کرنے والے ہیں۔ لیکن دنیا کی جنت بہت سے کانٹوں میں گھری ہوئی ہے اور بعض لوگوں کو جن کی نگاہیں دوربین نہیں ہوتیں وہ نظر بھی نہیں آتی۔ اس لئے ہمیں سمجھانا پڑتا ہے کہ

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ

یہاں دو جنتوں کا ذکر ہے ان میں سے ایک جنت کا تعلق ہماری اس زندگی کے ساتھ ہے اور اصل جنت جو بغیر کسی اشتباہ کے ہمارے سامنے آئے گی اس کا تعلق اخروی زندگی کے ساتھ ہے۔ جو ہمیں مرنے کے بعد ملے گی۔ پھر جس طرح دو جنتیں ہیں وہ جہنم بھی ہیں ایک جہنم دنیا کی زندگی سے تعلق رکھتا ہے یعنی اس دنیا میں انسان اگر صراط مستقیم سے بھٹک جائے تو اس کے نتیجہ میں پھر انسان کی اپنی حماقت کی وجہ سے برائیوں کا راستہ اختیار کرنے کے نتیجہ میں [illegible] اور اللہ تعالیٰ کا عرفان نہ حاصل کرنے کے نتیجہ میں ایک جہنم انسان اپنے لئے اس دنیا میں بھی پیدا کرتا ہے لیکن اس کے لئے انسانی عقل بہت سے بہانے تلاش کر لیتی ہے۔ وہ کہتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں بلکہ ایسا تو دنیا میں ہوتا ہی رہتا ہے۔ ایسا انسان یہ کہتا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہی ہوتا ہے اور اگر وہ ذرا سی بھی غور و فکر سے کام لے تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ عام حوادثات نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ پس چونکہ

اہل جنت اور اہل جہنم انسان کو مرنے کے بعد ملتے ہیں مرنے کے بعد حساب کا ایک وقت مقرر ہے اور ایک شکل میں انسان سے حساب لیا جائے گا۔ ایک دن مقرر ہے جب ہر قوم اور ہر فرد کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہوگا۔ اور اس سے حساب لیا جائے گا۔ اس لئے اس اخروی زندگی کا جس کی ابتداء یوم حساب سے ہے ہمیں تفصیل سے علم ہونا چاہیئے اور اس حد تک علم ہونا چاہیئے کہ اس دنیا میں جتنا ہماری عقل اُسے سمجھ لے۔ اُسے جان لے۔ ہاں

بعض باتیں ایسی ہیں

جو ہم اس دنیا میں جان ہی نہیں سکتے۔ جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس دنیا کی نعمتیں تمہاری اس دنیا کی عقل میں نہیں آسکتیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر بہت سی دنیوی نعمتوں کی شکل میں کرتا ہے۔ کبھی وہ باغات کا ذکر کرتا ہے کبھی نہروں کا ذکر کرتا ہے۔ اور کبھی پھلوں کا ذکر کرتا ہے۔ اس سے اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہی چیزیں اخروی زندگی میں ملیں گی بلکہ اس کا ان سے یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ جس طرح اس دنیا کی لذتوں کے حصول کے لئے تمہارے نزدیک ان چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ اسی طرح اخروی زندگی کی لذتوں کے حصول کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہوگی۔ وہ اس حیثیت میں موجود ہوں گی لیکن وہ کیا ہوں گی یہ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اگر آج سے ہزاروں سال پہلے کوئی فرشتہ آسمان سے آتا اور وہ اس وقت کے بڑے سے بڑے سائنس دان کو سمجھاتا کہ ایک وقت آئے گا کہ ایک راکٹ بنے گا اور وہ چاند تک جائے گا تو وہ کہتا یہ فرشتہ (نعوذ باللہ) پاگل ہو گیا ہے اور آسمان چھوڑ کر زمین پر آ گرا ہے۔ یہ بات اس کی عقل میں نہیں آسکتی تھی کیونکہ اس وقت اس کی عقل ابھی یہ بات سمجھنے کے قابل ہی نہیں تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ استعارات میں مجازات میں اشاروں میں اور تمثیلوں میں اُس زندگی کے واقعات قرآن کریم میں بیان کرتا ہے۔ پس یہ علم ایک مستقل علم کی حیثیت سے قرآن کریم میں پایا جاتا ہے۔ اور ہم اسے علم معاد بھی کہہ سکتے ہیں۔

اس علم کے نتیجہ میں انسان کے

اپنے رب کے ساتھ دو تعلق

پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ خوف اور طمع ہیں۔ یہ دونوں تعلق اپنی انتہا کو پہنچے ہیں اور انسان کا اپنے رب کے ساتھ ایک پختہ تعلق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ اس دن جو کچھ تمہیں ملے گا یا جو کچھ تم سے چھینا جائے گا یعنی تمہیں جنت ملے گی یا جہنم ملے گی اس کا فیصلہ خدا تعالیٰ اپنی صفت مالکیت کی حیثیت سے کرے گا اور ایک مالک پر کسی کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر آپ کسی مستحق کو پانچ سو روپیہ دے دیں تو کسی کا حق نہیں کہ وہ پوچھے کہ تم نے اسے پانچ سو روپے کیوں دیئے ہیں کیونکہ آپ اسے دس روپے دے دیتے تب بھی وہ خوش ہوتا۔ اگر کوئی مجھ سے یہ کہے تو میرا جواب یقیناً یہ ہوگا کہ میرا جواب دوں تم کون ہو مجھ سے یہ کہنے والے۔ میری چیز تھی۔ میں نے دے دی۔ وہ لینے پر راضی تھا۔ اور میں دینے پر راضی تھا۔ تم تیسرے کون ہوتے ہو اس میں دخل دینے والے۔ پس اگر کوئی مالک کسی کو غیر محدود عطا دے دے تو وہ اپنی طاقت ہمت اور اپنی استعداد کے مطابق دیتا ہے اس پر کسی کو اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طاقت کی تو کوئی حد بندی نہیں۔ اس کی استطاعت کی کوئی حد نہیں۔ ساری طاقتیں اُسے حاصل ہیں۔ سارے خزانے اسی کے ہیں۔ وہ جتنا چاہے اپنے خزانوں میں سے کسی کو دیدے۔ اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آتی۔ وہ اسی طرح بھرے رہتے ہیں۔ وہ جب دینے پر آتا ہے تو اتنا دیتا ہے جس کی کوئی حد بندی نہیں کی جا سکتی اس دنیا کے متعلق بھی وہ فرماتا ہے۔

یرزق من یشاء بغیر حساب

وہ جسے چاہے بغیر کسی حساب کے رزق دیتا ہے لیکن اس دنیا کے متعلق

خدا تعالیٰ کی صفت رزاقیت کا جلوہ

کامل اور حقیقی طور پر ہمیں نظر آئے گا۔ عمل کرنے والا انسان یہ سمجھے گا کہ مجھے اگر یہ سو نعمتیں مل جائیں تو میں بڑا خوش قسمت ہوں گا اور میدان حشر میں جب خدا تعالیٰ فیصلہ کر رہا ہوگا تو وہ سو نہیں، سو ارب بھی نہیں بلکہ بے حساب نعمتیں اس کو دے دے گا۔ بندہ اپنی جگہ حیران ہوگا کہ میرے رب نے مجھ سے کتنے پیار کا سلوک کیا ہے۔ اور اب تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا کیونکہ وہ مالک ہے وہ جو چاہے اپنی مخلوق کے ساتھ سلوک کرے۔ اسی طرح اس نے ہماری طمع کو بڑھا دیا ہے اور ہمارے دل میں یہ شوق پیدا کر دیا ہے کہ ہمیں اپنے رب کو راضی کرنا چاہیئے۔ اور اس کے نتیجہ میں ہمیں جو کچھ ملتا ہے وہ ہماری کوششوں کے ساتھ کوئی نسبت ہی نہیں رکھتا۔ ہماری کوشش انتہائی محدود ہے یعنی انسان کی جو طبعی عمر ہے اس کے ہر لحظہ میں بھی انسان اپنے رب کی خاطر دکھ اُٹھاتا رہے تب بھی اس کی قربانی ان انعامات کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ جو مالک خدا مالک ہونے کی حیثیت سے اپنے بندے کو دے گا۔ انسان مثلاً کہے گا میں نے اپنی زندگی کے ہر سیکنڈ میں اپنے خدا کے لئے دکھ اُٹھایا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے میری زندگی کے ہر سیکنڈ کے مقابلہ میں ایک نعمت دے گا اور سمجھتا ہے کہ میری یہ امید پوری ہو جائے تو [illegible] بڑا ہی خوش قسمت ہوں گا۔ لیکن حساب والے دن اس کا رب یہ کہے گا کہ اے میرے بندے تم نے اپنی زندگی کے ہر سیکنڈ میں میری خاطر دکھ اُٹھایا ہے اس لئے تمہاری زندگی کے ہر سیکنڈ کے مقابلہ میں ایک ایک نہیں بلکہ نعمتیں تمہیں دیتا ہوں۔ لیکن ان اعداد و شمار میں جو نسبت ہے وہ تھوڑی ہے کیونکہ جنت کی نعمتیں غیر محدود ہیں۔ اور تعداد میں جو نسبت بھی آپ قائم کریں گے وہ محدود ہوگی غیر محدود سے کوئی نسبت ہی نہیں ہوتی۔ غرض قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بڑی تفصیل سے ہمیں یہ علم دیتا ہے کہ میرا تمہارے ساتھ معاملہ ایک منصف جج اور عادل کا سا نہیں۔ بلکہ میرا تمہارے ساتھ معاملہ مالک کی حیثیت سے ہے۔ جب میں رحم پر آتا ہوں تو غیر محدود رحمتیں نازل کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ تمہیں ڈرتے بھی رہنا چاہیئے کہ مالک کی حیثیت سے جب میں گرفت کرتا ہوں تو وہ بھی بڑی سخت ہوتی ہے ان بخشش زیادہ شامل حال تم میری گرفت کو بھی اپنے ذہن میں حاضر رکھنے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر ہمارے دلوں میں ایک طرف طمع پیدا کی ہے تو دوسری طرف اس نے ہمارے دل میں خوف بھی پیدا کیا ہے تاکہ ہم صراط مستقیم سے بائیں طرف ہٹیں اور نہ دائیں طرف ہٹیں بلکہ اپنے رب کی طرف جانے کا سیدھا راستہ اختیار کریں۔ یہ علم بھی ایک مستقل حیثیت سے قرآن کریم میں موجود ہے۔

نزول علم

جو حقیقی تعلق باللہ کے لئے ضروری ہے وہ ان بزرگوں اور برگزیدہ لوگوں کی سوانح ہیں جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ قرآن کریم نے گزشتہ انبیاء کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے پھر ان انعامات کا بھی ذکر کیا ہے جو کسی نے ان پر کئے پھر ان کی گرفت کا بھی ذکر بڑی تفصیل سے کیا ہے جو ان کے مخالفوں پر اس نے کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلے ہم ایک ہلکا عذاب جو ہوشیار کرنے والا ہے دیتے ہیں اس لئے کہ ہماری رحمت جوش میں آرہی ہوتی ہے۔ ہمارا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ساری کی ساری قوم ہلاک ہو جائے

[illegible]

... اس میں شبہ نہیں کہ ان میں سے ایک حصہ تباہ ہو جاتا ہے لیکن ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اکثریت ہدایت پا جائے لیکن اگر پھر بھی اکثریت بیدار نہ ہو تو ہم ایک اور ہلکا عذاب جو بیدار کرنے والا ہوتا ہے نازل کرتے ہیں۔ اگر پھر بھی وہ بیدار نہیں ہوتے تو ایک اور ہلکا عذاب کرتے ہیں۔ اور جب دنیا بھی یہ سمجھ بیٹھتی ہے اور ہم بھی یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اب ان کو ہلاک نہ کرنے کے نتیجہ میں ہمارا بزرگ، نبی ایسا دکھ اُٹھائے گا جو اسے نہیں اُٹھانا چاہیئے تو اس وقت اس وقت ہم ان کے سب مخالفوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم نے سارے انبیاء کا ذکر ان کے مجاہدوں کا ذکر ان کی قربانیوں کا ذکر ان انعامات کا ذکر جو اس نے ان پر کئے کیا ہے سوائے ان سارے لوگوں کی زندگی کے حالات اور ان کے طریق بتائے ہیں تاکہ ہمارے دل مطمئن ہوں۔ قرآن کریم نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کا ذکر کیا ہے اور ان کی ذریت اصولی طور پر ان سب بزرگوں کا بھی ذکر کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک گزرے ہیں اور بتایا ہے جو لوگ میری راہ میں اس قسم کی قربانیاں دیں گے میں ان کے ساتھ یہ یہ سلوک کروں گا لیکن اصل حالات جو قرآن کریم کے نازل ہونے کے وقت تھے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے انبیاء کے ہی تھے۔ بہرحال قرآن کریم اس علم کو بھی ایک مستقل حیثیت سے لیتا ہے اور اسے بیان کرتا ہے اور ساتھ ہی یہ وضاحت کرتا ہے کہ اُمت محمدیہ سے پہلے جو انبیاء گزرے ہیں انہوں نے اور ان کی اُمتوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں کیا کچھ کیا۔ اور ان کی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر نوازا۔ ہمارے دل مضبوط ہوں کہ جب قربانیاں دینے کے بعد پہلی اُمتوں پر خدا تعالیٰ کی نعمتیں نازل ہوئیں تو اب بھی اگر ہم اس کی راہ میں

تکلیفیں برداشت کریں گے۔ ایثار کا نمونہ دکھائیں گے۔ ثبات قدم کا اظہار کریں گے اس کی راہ میں صدق و وفا ہمارا شیوہ ہوگا۔ تو وہ ذات جس نے ہم سے یہ وعدے کروائے ہیں اپنے فضلوں سے ہمیں بھی ضائع نہیں کرے گا۔ اس ساری تفصیل کو انسان جب اپنے ذہن میں لاتا ہے تو اس کی دلجمعی ہوتی ہے اسے اطمینان حاصل ہو جاتا ہے اور وہ بشاشت کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی راہ میں قربانی پیش کرتا اور ایثار کا نمونہ دکھاتا ہے۔

دسواں علم

جو قرآن کریم میں ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے وہ ان لوگوں کی سوانح ہیں جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے برگزیدوں کا انکار کیا اور اس طرح اس کی لعنت کا مورد بنے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں اس دنیا میں بھی پکڑا اور ایسا پکڑا جس کی مثال نہیں ملتی ان کے حالات کو سن کر آج بھی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں انہوں نے اپنے آپ کو اس قابل بنا دیا کہ اللہ تعالےٰ جو رحمت مجسم ہے وہ بھی انہیں پکڑنے اور گرفت کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ غنی ہے وہ بے نیاز ہے۔ بے احتیاج ہے اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں لیکن اس کے کچھ اور بندے ہیں جن کی خاطر اس نے ان لوگوں پر گرفت کی۔ کیونکہ وہ اس کے محبوب ہیں۔ اور اس نے چاہا کہ وہ دکھوں سے بچائے جائیں اور ان کی تکالیف دور کی جائیں۔ غرض یہ علم بھی جو مغضوب اور ضالین کے متعلق ہے قرآن کریم میں بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

ہم تعلیم القرآن کلاس کے افتتاح کے لئے آج یہاں جمع ہوئے ہیں۔ آپ کو قرآن کریم کے آخری دس سیپارے پڑھائے جائیں گے اور اس کے ساتھ بعض ذیلی علوم بھی پڑھائے جائیں گے۔ دس سیپاروں کی تفصیلی تفسیر تو ایک ماہ میں نہیں پڑھائی جا سکتی۔ بہرحال وہی سیپارے جو آپ پڑھیں گے ان میں فکر اور تدبر کر سکیں۔ اس لئے میں نے آپ کو یہ باتیں بتائی ہیں۔ آپ قرآن کریم اور اس کی تفسیر پڑھتے ہوئے

ان دس علوم کے متعلق

سوچا کریں جو میں نے اس وقت نہایت اختصار کے ساتھ بتائے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ میں نے ان کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ ہر آیت قرآنیہ ان علوم میں سے کسی نہ کسی علم کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ قرآن کریم کی پہلی آیت سے لے کر آخری آیت تک انہی دس علوم کا ذکر ہے کسی آیت کا کسی علم کے ساتھ تعلق ہے اور کسی کا کسی کے ساتھ اور کہیں اللہ تعالےٰ نے مختلف دو علوم سے تعلق رکھنے والی دو آیتیں ملا کر ان سے کوئی نتیجہ نکالا ہے۔ پس تفسیر پڑھتے ہوئے آپ یہ بھی سوچتے رہیں کہ جو آیات پڑھ رہے ہیں ان کا کس علم سے تعلق ہے۔ اس سے آپ کو عملی دنیا میں بہت فائدہ پہنچے گا

آخر میں یہ کہہ کر دعا کے ساتھ اپنی افتتاحی تقریر کو ختم کروں گا کہ محض تقریریں سننے سے آپ کا تعلق خدا تعالےٰ سے قائم نہیں ہو سکتا۔ آپ بڑی اچھی مزیدار اور دل کو موہ لینے والی تقاریر سنیں آپ کا تعلق اللہ تعالےٰ سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ یا آپ اس مضمون سے متعلق مضامین اور کتابیں پڑھیں تب بھی آپ کا تعلق خدا تعالےٰ سے قائم نہیں ہو سکتا جب تک اس علم کے نتیجہ میں جو آپ حاصل کر رہے ہیں اعمال کی ضرورت ہے وہ اعمال آپ نہ بجا لائیں اس وقت تک تعلق باللہ پیدا ہے کتنی ہی تقریریں سنیں کتابیں پڑھیں۔ آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اصل چیز عمل میدان میں یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم

اللہ تعالیٰ کے ساتھ انتہائی وفا اور صدق کا تعلق

رکھتے ہیں۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اس تعلق کو توڑ نہیں سکتی۔ اگر ہم عملی دنیا میں یہ ثابت کر دیں کہ جو تعلق ہمارا ہمارے رب کے ساتھ ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے توڑ نہیں سکتی تو ہمیں وہ انعامات ملیں گے کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کا تصور نہیں کر سکتی۔ اس دنیا میں بھی اور اخروی زندگی میں بھی۔

اللہ تعالےٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی صحیح رنگ میں اور صحیح معنی میں اپنا بندہ بننے کی توفیق عطا کرے اور ان تمام ذمہ داریوں کے نباہنے کی توفیق عطا کرے جو اس نے آپ پر یا مجھ پر عاید کی ہیں۔

آمین۔

دنیائے عیسائیت میں زلزلہ کا ایک اور شدید جھٹکا

بقیہ صفحہ اول

یہ صحیح ہے کہ فی الوقت خود عیسائی پادریوں کی طرف سے مروجہ عیسائی عقائد پر تنقید کے نتیجے میں مغرب کے عیسائی ممالک میں بالعموم دہریت کو فروغ حاصل ہو رہا ہے اور عوام اسلام کی طرف رجوع کرنے کی بجائے دہریت کی رو میں بہتے جا رہے ہیں لیکن عیسائیت کی ناکامی کے نتیجہ میں اس قسم کی صورت حال کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے کیونکہ جب کوئی آگ بھڑک اٹھتی ہے یا شدید زلزلہ آتا ہے تو اسکی وجہ سے پہلے عام تباہی پھیلتی ہے اور تباہ شدہ علاقہ کو صاف کر کے از سر نو عمارتیں تعمیر کی جاتی ہیں عیسائیت کے تباہ ہونے اور دہریت کے پھیلنے کے بعد مغرب میں جو نئی زمین اور نیا آسمان بنے گا وہ اسلامی تعلیم کے پھیلنے کی بدولت ہی تعمیر ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیت کے کالعدم ہونے کے متعلق جو پیشگوئیاں فرمائی ہیں ان میں یہ اشارہ موجود ہے کہ اس گھر کو گھر کے چراغ سے ہی آگ لگے گی جس طرح آگ کے بھڑک اٹھنے سے سب کچھ جل کر خاکستر ہو جاتا ہے اسیطرح عیسائیت کی تباہی بھی مقدر ہے۔ پہلے عیسائیت تباہ ہوگی اور پھر اسلام کے پھیلنے اور غالب آنے کی راہ ہموار ہوگی۔ چنانچہ حضور اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

> "اب عیسویت سے دستبرداری دنیا میں شروع ہوگئی ہے اور اس مذہب کے جلانے والی آگ بھڑک اٹھی ہے۔ آگ کا دستور ہے کہ وہ اول ذرا سی شروع ہو کر پھر آہستہ آہستہ بڑھتی جاتی ہے یہی حال اب عیسائیت کا ہوگا"
>
> (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۹۵)

نیز حضور علیہ السلام عیسائیت کی تباہی سے متعلق اس خدائی تقدیر اور اس کے نتیجہ میں بالآخر اسلام کے غالب آنے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

> "اب وقت آگیا ہے کہ اس مذہب یعنی عیسائیت کی حقیقت دنیا پر کھل جاوے شیطان کی آدم کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے، خاتمہ اللہ آدم کے ساتھ ہے اور شیطان ہمیشہ کیلئے ہلاک کر دیا جاتا ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر میری طرف سے اس مردہ پرستی کے دور کرنے کے لئے کوئی تحریک نہ بھی ہوتی اور خدا تعالےٰ مجھے بھی نہ بھیجتا تب بھی اس مذہب کی حالت ایسی ہو چکی تھی کہ یہ خود بخود نمک کی طرح پگھل جاتا میں خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت کو دیکھ رہا ہوں جو موت اس صلیبی مذہب کی آنے کو ہے اس مذہب کی بنیاد ایک لعنتی لکڑی پر ہے جس کو دیمک کھا گئی ہے ..... اس عمارت کی بنیادیں کھوکھلی ہو چکی ہیں" (ملفوظات جلد ہشتم)

اب یہ ظاہر ہے کہ مغرب میں اسلام کے غالب آنے کے لئے مقدر ہے کہ پہلے عیسائیت خود اس کے خلاف آگ بھڑک اٹھنے کے نتیجہ میں تباہ ہوگی۔ اس کے بعد وہ مرحلہ آئے گا کہ مغربی اقوام بحیثیت اسلام کی طرف رجوع کریں گی وہ مردہ پرستی کی طرف دوبارہ نہیں جائیں گی وہ پھر اسلام کی آغوش میں ہی آکر امن و سکون سے ہمکنار ہوں گی۔ چنانچہ اس مرحلہ کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

> "اب وقت آتا ہے کہ یکدم یورپ اور امریکہ کے لوگوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوگی اور وہ اس مردہ پرستی کے مذہب سے بیزار ہو کر حقیقی مذہب اسلام کو اپنی نجات کا ذریعہ یقین کریں گی"
>
> (ملفوظات جلد ششم)

الغرض مغرب میں رونما ہونے والے انقلاب کا یہ مرحلہ کہ وہاں عیسائیت اپنی موت آپ مر رہی ہے اور خود وہاں کے عیسائی پادری عیسائی عقائد کو ہدف ملامت بنانے کے بعد انہیں ترک کرتے جا رہے ہیں غلبہ اسلام کی آسمانی سکیم کا یہ ضروری حصہ ہے عیسائیت کے اس عبرتناک انجام کے نتیجہ میں اگر وہاں وقتی طور پر دہریت کو فروغ حاصل ہو رہا ہے تو یہ محض ایک عارضی صورت حال ہے اسکے بعد مغربی قومیں یکدم اسلام کی طرف رجوع کریں گی اور اس شدومد کے ساتھ رجوع کریں گی کہ داخل ہونیوالے بڑے زور سے اس میں داخل ہو جائیں گے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے یہ عوام کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت کے دروازے بند ہیں جو نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہوگا۔ جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ یہ خدائی تقدیر ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت بدل نہیں سکتی۔ ایسا ہوگا اور ہو کر رہے گا۔ کون ہے جو اس کی مشیت کے خلاف دم مار سکے۔ (مسعود احمد دہلوی)

درخواست دعا۔ ہمارے ایک عزیز اور مخلص نوجوان میر نصرت علی صاحب کا شدید بیمار ہو کر جنرل ہسپتال کٹک شہر میں اپریشن ہوا ہے۔ بیماری شدید نوعیت کی ہے دوبارہ اپریشن ہوا ہے۔ احباب جماعت اور درویشان دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس مخلص بھائی کو کامل و عاجل شفا بخشے آمین۔ خاکسار سید غلام احمد احمدی

یومِ مصلح موعودؓ کی مبارک تقریب پر

کامیاب جلسے

جمشید پور

جلسہ بعد نماز مغرب زیر صدارت امیر صاحب مقامی منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم شیخ مقبول علی صاحب نے کی۔ اس کے بعد خاکسار نے سیرت مصلح موعودؓ پر چند گذارشات پیش کیں۔ میں نے مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کا پس منظر پیش کیا اور حضورؓ کی موعود خلافت کی شان [illegible] کی۔ اس سلسلہ میں ایک مبسوط نظم جو سیدہ حضرت امۃ القدوس سلمہا اللہ تعالے نے تحریر فرمائی ہے پڑھ کر سنائی۔ نیز پیشگوئی مصلح موعود میں جو جو القاب اللہ تعالے نے مصلح موعود کے حق میں عطا فرمائے تھے ان کو بھی بیان کیا۔ میں نے بتلایا کہ ان میں سے ہر لقب اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کی ۵۱ سالہ درخشندہ خلافت پر چسپاں ہوتا ہے۔ میرے نزدیک حضور کی خلافت کا سب سے بڑا کارنامہ عہدہ خلافت کی بنیاد کو مضبوط چٹان پر قائم کرنا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایسے قواعد و ضوابط مرتب فرمائے ہیں کہ تاقیامت کوئی دشمن اس پر رخنہ نہیں ڈال سکتا اور خلافت احمدیہ خدا کے فضل و رحم کے ساتھ ہمیشہ جاری رہے گی اور اسلام کی تر و تازگی کا باعث بنے گی۔ میں نے دوستوں سے یہ بھی عرض کیا کہ ہمیں چاہیئے کہ حضور کے ارشادات پر جان و دل سے فدا ہوں۔ اگر حضور کی زندگی میں ہم سے کچھ کوتاہی ہوگئی ہو تو کم از کم اب قرآن پر عمل پیرا ہوں ورنہ ہمارا یہ جلسہ منعقد کرنا صرف ایک رسم کہلائے گا۔ خدا کرے کہ یہ جلسہ ہم میں ایک نئی روح پھونکنے کا باعث ہو اور ہم حضورؓ کی یاد کو تازہ رکھ کر ہر آن اپنے منزل مقصود پر نظر رکھیں۔ آمین ثم آمین۔

اس کے بعد محترم سید احتشام الدین احمد صاحب نے اخبار بدر مورخہ ۴ مارچ ۱۹۶۷ء سے ایک مضمون بعنوان "مصلح موعودؓ کے ذریعہ رونما ہونے والا عظیم الشان روحانی انقلاب" پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد جناب امیر صاحب مقامی نے اپنی صدارتی تقریر میں جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ خلافت کی غرض کو بیان کیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں جو اسلام کا درد تھا اس کو بیان کرتے ہوئے آپ نے بتلایا کہ حضور چاہتے تھے کہ میرے بعد بھی کوئی ایسا وجود ہو جو کہ میرے کام کو باحسن و خوبی جاری رکھے۔ چنانچہ اللہ تعالے نے ایک موعود لڑکے کی بشارت دی۔ الہام "وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا" کے متعلق آپ نے بتلایا کہ حضور کی فراست ہی تھی کہ آپ نے ۱۹۳۴ء میں احراریوں کی چال کو سمجھ لیا اور تحریک جدید کا اجراء کر کے احمدیت کی اشاعت کو دوبالا کر دیا۔ ۱۹۵۳ء کے فسادات کے واقعات کو بتلایا کہ حضور کی قیادت میں کس طرح دشمنوں کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ اس پر بھی اچھی طرح روشنی ڈالی۔ آپ نے دوستوں کو تلقین کی کہ کم از کم "قدر نعمت بعد زوال" کے مقولہ پر بھی تو عمل ہونا چاہیئے۔ اور اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ ہم جو حضور سے والہانہ محبت کا دعوے کرتے ہیں عمل کی کسوٹی پر کہاں تک پورا اترتا ہے۔ بعد دعا جلسہ تقریباً پونے آٹھ بجے برخواست ہوا۔

خاکسار
سید حمید الدین احمد سیکرٹری تبلیغ
انجمن احمدیہ جمشید پور

منجانب لجنہ اماء اللہ بنگلور

لجنہ اماء اللہ بنگلور نے مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۶۷ء پانچ بجے بمکان محترمہ حاجی [illegible] بیگم صاحبہ جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ بنگلور نے کی۔ لجنہ کی تمام ممبرات حاضر تھیں تلاوت قرآن کریم عزیزہ وسیم النساء صاحبہ کے بعد عزیزہ بشرائۃ بیگم صاحبہ نے مصلح موعودؓ کی یاد میں ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد عزیزہ سلیمہ بیگم صاحبہ نے "سرزمین ربوہ شاہد محمودی نہ تھی" رسالہ مصباح سے پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں عزیزہ وسیم النساء صاحبہ نے سیرۃ مصلح موعودؓ پر ایک مضمون مصباح سے پڑھ کر سنایا۔ عزیزہ فہمیدہ بیگم صاحبہ دختر مکرمہ میمونہ بیگم صاحبہ نے ایک نظم درثمین سے پڑھ کر سنائی۔ عزیزہ نعیمہ تسنیم بیگم صاحبہ نے مصلح موعودؓ کے وجود اور ہماری ذمہ داریاں عزیزہ رضیہ بیگم صاحبہ نے پیشگوئی مصلح موعودؓ پر اور خاکسارہ نے جماعتی نظام اور روحانی زندگی پر تقاریر کیں۔ خاص توجہ سے مضامین تیار کئے گئے تھے اور اس کے بعد عزیزہ سلیمہ بیگم صاحبہ نے خوش الحانی سے ایک دعا کلام محمود سے پڑھ کر سنائی۔ آخر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کی اور سلسلہ کی ترقی اور خلیفۂ وقت کے لئے دعا کی گئی اور جلسہ دعا کے ساتھ برخواست ہوا۔ حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالے ہم کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسارہ
اختر بیگم سیکرٹری لجنہ بنگلور

منجانب لجنہ اماء اللہ قادیان

لجنہ اماء اللہ قادیان کی طرف سے جلسہ مصلح موعودؓ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۶۷ء زیر صدارت محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد سب سے پہلے محترمہ صدر صاحبہ نے افتتاحی تقریر کی جس میں آپ نے جلسہ مصلح موعودؓ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کا وجود جہاں حضرت مسیح موعود ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کا حقیقی مصداق ہے وہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے۔

محترمہ صدر صاحبہ کے افتتاحی خطاب کے بعد محترمہ امۃ اللطیف صاحبہ نے "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا" کے عنوان پر تقریر کی۔ موصوفہ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ اگرچہ حضرت مصلح موعود نے کسی کالج یا اسکول میں کوئی ڈگری حاصل نہ کی تھی مگر جو علوم ظاہری اور باطنی حضرت مصلح موعود کو حاصل تھے ان کا دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا شخص بھی مقابلہ نہ کر سکا۔ آپ نے قرآن شریف کی تفسیر کے سلسلہ میں ایسے حقائق و معارف بیان کئے اور علم و عرفان کے ایسے دریا بہا دیئے ہیں جو دوسری تفسیروں میں نہیں پائے جاتے۔ اس طرح آپ کے ذریعہ کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر ہوا اور روحانی نکات و معرفت کے بیان میں کوئی آپ کا مقابلہ نہ کر سکا۔

اس کے بعد عزیزی جمیلہ سلطانہ نے بعنوان "خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا" تقریر کی۔ اور عزیزہ بشریٰ مبشر نے مصلح موعود کی یاد میں ایک نظم پڑھ کر سنائی۔

بعدہٗ خاکسارہ نے "سیرت مصلح موعودؓ" کے عنوان پر تقریر کی جس میں بتایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیہم دعاؤں کا شیریں ثمر اور خدا تعالے کی قدرت کا ایک عظیم الشان نشان تھے۔ آپ نے اسلام کی خاطر ایسے بے نظیر کام اس رنگ میں انجام دیئے ہیں کہ جن کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کا نام صرف تاریخ احمدیت ہی میں نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ آپ کے بغیر تاریخ ہی نامکمل ہوتی۔ آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت تھی۔ اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ آپ نے اپنا تن من دھن سب کچھ آپ کے جھنڈے کی سربلندی کے لئے صرف کر دیا۔ جماعت کے مردوں کی اعلیٰ تربیت کے ساتھ ساتھ آپ کو عورتوں کی تربیت کا خاص خیال رہتا تھا۔ مستورات پر آپ کے بے پناہ احسان ہیں۔ دراصل آپ کے زیر سایہ احمدی عورتیں ترقی کے زینے پر چڑھیں۔

محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نے پیشگوئی ۲۰ فروری کے مصداق مصلح موعود کے زمانہ کی چالیس [illegible] کے عنوان پر تقریر کی جس میں موصوفہ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی میں مصلح موعودؓ کی پیدائش کا وقت معین تھا۔ پیشگوئی کے مطابق مصلح موعود کی پیدائش حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہونی لازمی تھی۔ سبز اشتہار میں یہ پیشگوئی بھی تھی کہ اس اشتہار کو دیکھنے والوں میں سے بعض کی زندگیوں میں ہی مصلح موعود کی پیدائش ہوگی چنانچہ آپ کی پیدائش پر سبز اشتہار کو دیکھنے والے کئی زندہ موجود تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت کا نشان بھی مصلح موعود کی پیدائش کو ٹھہرایا تھا اس لئے بھی مصلح موعود کا دنیا میں آنا ضروری تھا۔ آپ کے متعلق حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی بھی تھی کہ "مسیح موعود کا زمانہ کامیابی سے گزرے گا تو اس کے بعد اس کا لڑکا اس کے رنگ میں رنگین ہو کر اس کی یادگار رہے گا" مصلح موعود تبھی آپ کی یادگار ہو سکتا تھا جبکہ وہ آپ کے زمانہ میں ہی پیدا ہوتا۔ ان سبھی پیشگوئیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں اور آپ کی پیدائش سے تمام پیشگوئیاں بڑی شان سے پوری ہوئی ہیں۔ [illegible] سلطانہ کے بعد عزیزی امۃ العزیز نے "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کے عنوان پر تقریر کی۔ اور مسعودہ نے نظم پڑھی اور پھر محترمہ سعیدہ عبداللہ صاحبہ نے بعنوان "وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا" تقریر کی۔ مصلح موعود کے ذریعہ کس طرح دنیا کے اسیر دنیا کو رستگاری حاصل ہوئی اس کی وضاحت کرتے ہوئے موصوفہ نے بتایا کہ [illegible] آزادی کے [illegible] پہلے مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے [illegible] اور [illegible] نتیجہ میں دنیا کے [illegible]

کو راہ نجات ملی۔ خاص طور سے عورتوں کی رستگاری کے متعلق محترمہ موصوفہ نے تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے عورتوں کی تعلیمی۔ تربیتی۔ اخلاقی اور اصلاحی حالات کو بہتر بنانے کے لئے دن رات ایک کر دیا۔

بعدہٗ محترمہ خورشید بیگم صاحبہ نے "مصلح موعود کے زریں کارنامے" کے عنوان پر تقریر کی۔ مصلح موعود کے زندہ جاوید کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ مرکز ربوہ کو بسا کر آپ نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔ آپ نے جماعت کی تنظیم کو ایسا مضبوط اور استوار کیا کہ دشمن اس کا بال بیکا نہ کر سکے۔ تبلیغ اسلام آپ کو جان سے عزیز تھی۔ آپ نے اس کے لئے ساری دنیا میں مبلغین کا جال بچھا دیا۔ بیرون ممالک میں مشن قائم کئے۔ تربیت کو بہتر بنانے کے لئے جماعت کے افراد کو عمر وار کے مطابق مختلف حصوں میں منقسم کیا۔ تحریک جدید کے ذریعہ آپ نے جماعت میں سادگی۔ ایثار اور قربانی کی روح پھونک دی۔

اس کے بعد عزیزہ سعیدہ سلطانہ نے "ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے" کے عنوان پر تقریر کی۔ تقریر کرتے ہوئے عزیزہ نے بتایا کہ روح ڈالنے کا محاورہ کلام الٰہی میں دو طرح سے استعمال ہوتا ہے۔ اول یہ کہ اسے کلام الٰہی کا علم عطا کیا جائے گا۔ اور دوم یہ کہ اس کے ذریعہ امور غیبیہ ظہور پذیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن مجید کا بہت زیادہ فہم عطا کیا۔ چنانچہ آپ نے قرآن مجید کی ایسی پر معارف تفسیر لکھی ہے جو اس بات کا مصداق ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خود پڑھایا تھا۔ امور غیبیہ آپ پر یہاں تک ظاہر ہوئے کہ ایک دفعہ آپ نے خواب سے خبر پاکر یہ پیشگوئی کی کہ سنہ ۱۹۴۵ء غیر معمولی طور پر اسلام اور احمدیت کی ترقی کا سال ہوگا۔ چنانچہ جنگ عظیم کے بعد آپ کے الہام کے مطابق غیر ممالک میں اسلام کو غیر معمولی طور پر ترقی عطا ہوئی۔ جس کا اعتراف غیروں نے بھی کیا۔ پھر عزیزہ محمودہ بیگم نے "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کے عنوان پر تقریر کی اور عزیزہ امۃ الحبیب نے حضرت مصلح موعود کی ایک دعائیہ نظم کے چند اشعار پڑھ کر سنائے۔

کارروائی کے اختتام پر محترمہ صدر صاحبہ نے حاضرات کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

خاکسارہ نذیرہ بیگم
جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو الہامات اور اہل پیغام

(۱) لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
(۲) میں تیرے خاص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور انکے اموال و نفوس میں برکت دوں گا۔

اخبار پیغام صلح کی پیشانی پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو الہامات (۱) لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں اور (۲) میں تیرے خاص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے اموال و نفوس میں برکت دوں گا دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کیونکہ یہ دو الہامات کے مصداق اہل پیغام تو کسی صورت میں نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اول: لاہور کا الہام ۱۷ر دسمبر ۱۹۰۰ء کا ہے جب ان تمام نہاد "پاک ممبروں" کا لاہور میں کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے اور مولوی صدر الدین صاحب وغیرہ اکابرین پیغام تو اس وقت قادیان میں رہتے تھے۔ اور خواجہ کمال الدین کی نسبت سے لاہوری کہلاتے بھی۔ تو وہ اپنی کارروائیوں سمیت وفیات اور ملازمتوں وغیرہ میں ادھر ادھر یا لندن تک منتشر ہوتے ہوئے ۱۹۱۴ء میں لاہور جا کر اکٹھے ہوئے۔ اس لئے ان پر پاک ممبروں کا الہام تو صادق نہیں آتا۔ البتہ اُخرِجَ مِنہُ الیزیدیون کا الہام یا لاہور میں ایک ناپاک شریر ہو (بدر جسد ۲ نمبر ۱ صفحہ ۲) ضرور چسپاں ہو سکتا ہے۔

دوسرا الہام جو مصلح موعود کی پیشگوئی کا ایک حصہ ہے (اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء) یہ الہام واقعاتی لحاظ سے جماعت احمدیہ قادیان پر ہی صادق آتا ہے ورنہ ایمانداری سے اور خدا کو حاضر ناظر جان کر بتایا جائے کہ نفوس و اموال میں جو برکت اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ قادیان کو عطا فرمائی ہے اس کا عشر عشیر آج انہیں حاصل ہے؟ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ چون سالہ اور انتھک تگ و دو کے باوجود وہ اپنے اصل مقام سے کچھ بھی آگے سرکے ہیں؟ اور معکوس ترقی نہیں کی؟ اور یہی حال ان کی اولادوں میں برکت کا بھی ہے۔ جیسے وہ خود تسلیم بھی کرتے ہیں کہ ان کی آئندہ نسلیں احمدیت چھوڑ اسلام سے بھی برگشتہ ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

پھر محبّین خاص تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے محبوب کی ہر ایک چیز اور نشانی سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ شاذ و نادر کے طور پر بلکہ جن جن اکابرین پیغام کو خاص المخاص محبوں کے زمرہ میں سمجھا جاتا ہے۔ اُن میں سے تو کسی کو بھی آج تک یہ سعادت نصیب نہ ہو سکی کہ وہ اپنے محبوب کے مزار مقدس پر حاضر ہو کر دعا ہی کر جاتے۔ پھر انہیں اپنے محبوب کی اولاد اور خدا کے رسول کی تخت گاہ (قادیان) سے جو تعلق ہے وہ کبھی ڈھکا چھپا نہیں۔ بلکہ اگر یہ بھی کہہ دیا جائے کہ ان لوگوں نے تو یزید کے بغض و حسد اور عداوت (جو اسے اہل بیت رسول صلعم سے تھی) کو بھی مات کر دیا ہے۔ تو بے جا نہ ہوگا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ساری اولاد کو مبشر اولاد بلکہ اپنے دعاوی اور اسلام کی صداقت کی زبردست اور زندہ دلیل قرار دیتے ہیں۔ مگر یہ بزعم خویش محبِّ خاص گروہ صریحاً طور پر پنڈت لیکھرام کی اتباع میں نعوذ باللہ حضور کی ساری اولاد کو ہی روحانی لحاظ سے مُردہ ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اب آپ کے خاص محبوں کے گروہ میں اپنے آپ کو شمار کرنے والو خدا کے لئے سوچو تم کس راستے پر چل رہے ہو۔ کیا یہی راستہ پر نہیں جس پر ایک معاند اسلام چلا تھا اس صورت میں تم کس منہ سے اپنے آپ کو احمدی بھی کہلاتے ہو۔

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

خاکسار عبد العظیم درویش قادیان

احباب کی خاص توجہ درکار ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ جنوری میں برّ صغیر کے احمدیوں کو انتباہ کیا ہے کہ مبادا بیرون برصغیر کے احباب مالی قربانی میں بڑھ جائیں اور فاستبقوا الخیرات میں سبقت لے جائیں۔ کیونکہ دیگر ممالک کے احباب کی تحریک جدید مالی قربانی کی رفتار بڑھ رہی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"گو اس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہوگا۔ مگر جو شخص شامل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامل نہیں ہوگا کہ خلیفہ نے شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہاں پر پچھتائے گا۔ .... میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے میری اس تحریک پر آگے آئے گا اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان لکھا جائے گا"

(مشاورت ۱۹۳۸ء)

بار بار توجہ دلانے کے باوجود ابھی تمام جماعتوں کے وعدے موصول نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی تمام افراد نے اس کار خیر میں شرکت کی ہے۔ جو کر سکتے ہیں۔ خطوط کے ذریعہ بھی متعدد بار عہدہ داران کو توجہ دلائی جا چکی ہے۔

نائب وکیل المال تحریک جدید قادیان

درخواست دعا۔ میرا بھانجا عزیز آفتاب احمد ابن مکرم قاضی محمود نصیر الدین صاحب ادوحوالی میں سخت بیمار ہے احباب عزیز کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمادیں۔

قریشی محمد شفیع عابد درویش قادیان

جناب تاثیر کاشمیری کے چیلنج اور اعتراضات کا جواب

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل انچارج مبلغ علاقہ بہار مقیم مظفرپور

(۱)

تاثیر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک ایسی بھی تحریر پیش کی ہے۔ جو حضور کے دعوے کے اوائل زمانہ سے تعلق رکھتی ہے اس میں حضور فرماتے ہیں :-

"مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعوے نہیں ہے ...... اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں ...... سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں۔ اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرما لیں"۔

(واشتہار ۳ فروری ۱۸۹۲ء)

حضور نے اس اقتباس پر نہایت طمطراق سے تاثیر صاحب چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"کیا دنیا میں حضرت آدم سے لے کر حضرت خاتم النبیین تک کسی ایک نبی کی مثال پیش کی جا سکتی ہے جس نے نبوت کا دعوے کیا ہو۔ پھر لوگوں کو یہ لفظ نبی شاق گذرنے پر فرمایا ہو کہ اس کو کاٹا ہوا خیال کریں۔ اور لفظ نبی کو آج سے محدث تصور کر لیں"۔

(روشنی ۱۷ اکتوبر)

الجواب

جہاں تک "نبوت حقیقی" اور "محدث" کے الفاظ کا تعلق ہے اسے ہم پہلے حل کر آئے ہیں۔ لہٰذا اس چیلنج میں "لفظ نبی شاق گذرنے" اور اس کو کاٹا ہوا خیال کرنے کا جواب درج ذیل ہے۔

تاثیر صاحب! ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ایک مخالف احمدیت اس طرز کا چیلنج پیش کرنے کا حق رکھتا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں جس میں کوئی نبی شریک نہ ہو۔ اور کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔ پس ایسے شخص جو میرے پر اعتراض کرنے کے وقت یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہی اعتراض بعض اور نبیوں پر بھی وارد ہوتا ہے۔ وہ سخت خطرناک حالت میں ہے"۔

تاثیر صاحب! آپ کو اعتراض کرنے سے قبل سوچنا چاہیئے تھا کہ یہی اعتراض بعض اور نبیوں پر بھی وارد ہوتا ہے کیونکہ آپ حضرت اقدس کے پیرو ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن آپ نے ایسا نہ سوچ کر ایک سخت خطرناک حالت اپنے اوپر وارد کر لی۔

آپ کے اس چیلنج کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ آپ یہ اعتراض پیش کر کے اور اس کی بنا پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا انکار کر کے اس گروہ میں شامل ہو گئے ہیں جن پر نبی کا نام شاق گذرتا تھا۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ "صلح حدیبیہ" کی شرائط جب لکھی جا رہی تھیں تب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معاہدہ کے سر پر "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے الفاظ لکھے تو قریش مکہ کو یہ الفاظ شاق گذرے تھے جس پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "رسول اللہ" کے الفاظ کاٹ دو۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ تب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے "رسول اللہ" کے الفاظ کاٹ دیئے تھے۔

تاثیر صاحب! آپ ٹھنڈے دل کے ساتھ غور فرما دیں۔ آپ کا یہ چیلنج صرف جماعت احمدیہ کو ہی نہیں ہے بلکہ آپ نے "شاق گذرنے والوں" میں شامل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چیلنج کیا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو چیلنج کیا ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چیلنج کیا ہے۔ پس آپ کو "شاق گذرنے والوں" کے دونوں گروہ مبارک ہوں اور ہمیں حضرت علی خلیفہ راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید مبارک ہو۔

نہ "رسول اللہ" کے الفاظ کاٹ کر محمد رسول اللہ سید الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت نبوت سے انکار فرمایا تھا اور نہ ہی حضور کے ظل کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں" کے الفاظ تحریر فرما کر نبوت و رسالت سے انکار فرمایا تھا۔ اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "رسول اللہ" کے الفاظ کاٹنے سے انکار کر کے کوئی گناہ کیا تھا۔ اور نہ ہی جماعت احمدیہ حضور کے ظل کامل کو نبی اور رسول یقین کر کے کوئی گناہ کر رہی ہے۔

تاثیر صاحب! اگر آپ ٹھنڈے دل سے غور فرما دیں تو آپ کا یہ اعتراض رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے خدا تعالیٰ کے تمام پاکباز نبیوں پر پڑتا ہے۔ سو انبیاء کے طور پر حجت ہوئی ان پر تمام ان کے جو چیلے ہیں ان میں سب نبی ہیں (حضور مسیح موعود)

علماء حق اور مسیح موعود کا مقام

تاثیر صاحب حضرت اقدس کی ایک تحریر اس طرح پیش کرتے ہیں :-

"تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ غیر نبی بروز کے طور پر قائم مقام نبی ہو جاتا ہے یہی معنے اس حدیث کے ہیں۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں"۔

(ایام الصلح صفحہ ۱۴۳)

تاثیر صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس کا بھی یہی مقام تھا جو اس تحریر میں علماء حق کا مقام بتایا گیا ہے۔ حالانکہ حضور نے اپنا مقام اس سے الگ بتایا ہے چنانچہ حضور فرماتے ہیں :-

"اور خود وہ حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بنی اسرائیل نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہو گا کہ ایک پہلو سے نبی ہو گا اور ایک پہلو سے امتی۔ وہی مسیح موعود کہلائے گا"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۱)

ایک عظیم الشان پیشگوئی

حدیث نبوی میں جملہ مجددین امت جو اب تک گذر چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کو ہی نبی قرار دیا گیا ہے۔ پس یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی جو چودہ سو سال کے بعد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زبان اقدس کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس وجود میں صفائی سے پوری ہو چکی چنانچہ حضور فرماتے ہیں :-

"اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں۔ وہ بھی اسی قدر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہو گا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

تاثیر صاحب! آپ اس تحریر کی "پیشگوئی میں ایک رخنہ" اور "خدا تعالیٰ کی مصلحت" اور "روک دیا" کے الفاظ پر غور فرمائیں اور سوچیں کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کو چیلنج کر کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئی کو چیلنج کر رہے ہیں کیا ختم نبوت کے متعلق آپ کا یہ موقف جہالت اور تعصب سے پُر نہیں؟ بالکل پوری مطابقت رکھتا ہے اگر حقیقی اسلام سے اس موقف کو دور کا بھی واسطہ نہیں ہے سے
جو دل صنم خانہ میں بت سے لگا چکے
وہ کب تلک مجبور (دیکھیے) کر سکتے کو جا سکے

نیا یا پرانا نبی

تاثیر صاحب اپنے مسلک کی تائید میں حضرت اقدس کی مندرجہ ذیل تحریر پیش کرتے ہیں :-

"میں ملی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا نہ نیا"۔

(انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۷)

اس کے جواب میں حضرت اقدس کی ایک تحریر درج ذیل ہے :

"سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بے شک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آ سکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں"۔

(ایک غلطی کا ازالہ)

تاثیر صاحب! التفسیر القول بما لا یرضیٰ به قائلہ ضرب المثل کے مقولہ حکمت کے تحت آیت لا تقربوا الصلوٰۃ کی طرز پر کسی قول کی ایسی تفسیر کرنے کے مجاز نہیں ہیں جو کہنے والے کی منشاء کے خلاف ہو۔

بہرحال اب آپ کو نیا اور پرانا نبی کا مفہوم سمجھ لینا چاہیئے۔

شیر کی مثال

تاثیر صاحب فرماتے ہیں:۔

"کشمیر میں جناب شیخ محمد عبد اللہ صاحب دلیرانہ رہنمائی کی بنا پر شیرِ کشمیر کے لقب سے مشہور و معروف ہیں لیکن اس لقب کے ہوتے ہوئے وہ انسان ہیں۔ حقیقی شیر کسی نے مراد نہیں لیا؟"

الجواب

شیخ عبد اللہ صاحب ایک انسان ہیں اور شیر ایک حیوان غیر ناطق لیکن نبی سب کے سب انسان ہوتے ہیں۔ لہٰذا آپ کی یہ مثال قیاس مع الفارق ہے اور "شیر آیا" "شیر آیا" کی حکایت کے مترادف۔

اگر ہم اس مثال کو تسلیم بھی کر لیں اور مان لیں کہ شیر آ گیا ہے۔ تو شیر کے آنے سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ شیر کی مثال خود تاثیر صاحب کے عقائد کو ہی نگل جائے گی۔ کیونکہ ہم لوگ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی کہتے ہیں، تو اس کے ہرگز یہ معنے نہیں ہوتے کہ آپ تشریعی یا مستقل نبی ہیں۔ بلکہ مراد امتی نبی ہوتا ہے۔

بالکل اسی طرح جب شیخ عبد اللہ کو شیر کا لقب دیا جاتا ہے تو اس کے ہرگز یہ معنے نہیں ہوتے کہ آپ "حقیقی" شیر یعنی "حیوان غیر ناطق" ہیں بلکہ مراد ایک حیوان ناطق شیر ہوتا ہے۔ لفظ "حقیقی" اگر کبھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کی اصطلاح میں استعمال فرمایا ہے جس کے معنے نبوت تشریعیہ کے لئے گئے ہیں سو ان معنوں میں جماعت احمدیہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی نہیں مانتی۔

ظل اللہ کی مثال

تاثیر صاحب فرماتے ہیں:۔

"بادشاہ نوشیرواں کو عادل ہونے کی وجہ سے ظل اللہ کہتے ہیں جس طرح نوشیرواں ظل اللہ ہوتے ہوئے خدا نہیں اسی طرح ظلی نبی نبی نہیں ہے"

الجواب۔ اللہ تعالیٰ ایک واجب الوجود اور خالق الکل ہستی ہے اور نوشیرواں ایک ممکن اور فانی مخلوق کا فرد انسان ہے لیکن نبی سب کے سب انسان ہوتے ہیں۔ لہٰذا آپ کا یہ مثال بھی قیاس مع الفارق ہے۔

اگر آپ کی اس مثال کو تسلیم بھی کر لیا جائے۔ تو بھی ہمارے عقائد پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "امتی نبی" یقین کرتی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریعی اور مستقل نبی بلکہ خاتم النبیین یقین کرتی ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ظلِ کامل ہونے کی وجہ سے مسیح اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مطاع ہیں پس اگر کوئی انسان ظل اللہ کہلانے سے خدا نہیں بن جاتا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا ظلِ کامل ہونے کی وجہ سے تشریعی اور مستقل نبی نہیں بن گئے۔ البتہ جس طرح خدا تعالےٰ عادل ہے اور نوشیرواں بھی عادل تھے اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی نبی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی نبی ہیں۔

آپ نے یہ دو مثالیں ادھر ادھر سے پیش کی ہیں۔ اب لیجیئے قرآن کریم کی مثال "ان الحکم الا للہ" کہ حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ دنیا کے جملہ حکمران مجازی حاکم ہوتے۔ اور آپ چونکہ مجازی نبی کو نبی نہیں مانتے۔ لہٰذا آپ کے نزدیک یہ مجازی حاکم بھی حاکم نہ ہوئے ع

براں عقل و دانش بباید گریست

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں"

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۲ء)

تاثیر صاحب! آپ ظلی نبی کو نبی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ گر گزشتہ انبیاء علیہم السلام جو خاص خاص صفات میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ظل تھے ان کی نبوت تو آپ مانتے ہیں لیکن ظل کامل کی نبوت کا آپ انکار کرتے ہیں۔ آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونا عزت کو بڑھاتا ہے کم نہیں کرتا ہے

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
(مسیح موعودؑ)

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے
(مسیح موعودؑ)

(باقی)

صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ کے متعلق

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنصرہ العزیز صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس وقت چونکہ سلسلہ کو بہت سی مالی ضرورتیں پیش آگئی ہیں جو عام آمد سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے میں نے محسوس کیا ہے کہ اس فوری ضرورت کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ جماعت افراد میں سے جس کسی نے اپنا روپیہ کسی دوسری جگہ بطور امانت رکھا ہوا ہے وہ فوری طور پر اپنا روپیہ جماعت کے خزانہ میں بطور امانت (صدر انجمن احمدیہ) داخل کر دے تاکہ فوری ضرورت کے وقت ہم اس سے کام چلا سکیں اس میں تاجروں کا وہ روپیہ شامل نہیں جو تجارت کے لئے رکھتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی زمیندار نے کوئی جائیداد بیچی ہو اور آئندہ وہ کوئی اور جائیداد خریدنا چاہتے ہوں تو ایسے صرف اتنا روپیہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جو فوری طور پر [illegible] کے لئے ضروری ہو۔ اس کے علاوہ تمام روپیہ جو بینکوں میں یا دوستوں کا جمع ہو سلسلہ کے خزانے میں جمع ہونا چاہیئے۔"

امید ہے کہ احباب جماعت حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنی رقوم جلد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بھجوائیں گے۔

افسر صیغہ امانت و محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

دجّالی فتنہ نئے روپ میں

(بقیہ صفحہ ۱۳)

آپ کی والدہ محترمہ پر وہ بیہودہ اعتراضات کئے اور ایسے ایسے بہتان تراشے کہ ان کی تفصیل پڑھ کر جگر پارہ پارہ ہو جاتا ہے قرآن کریم کا یہ بڑا احسان ہے کہ دونوں ماں بیٹے کی پوزیشن کو بڑی خوبی سے صاف کیا اس کے برعکس مسیحی پادریوں کی چالاکی ملاحظہ ہو کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ کے متعلق قرآن کریم کے صفائی کے بیانات کو دجل اور فریب کے طور پر مسیح کی غیر معمولی فضیلت اور امتیازی شان پر محمول کر رہے ہیں۔ لیکن اس زمانہ کی تاریخ کو بدل دینا ان کے اختیار سے باہر ہے!!

اظہار تشکر

محترمہ تنویر اسلام صاحبہ بنت محمد عقیل صاحب شاہجہان پوری اپنی ایم۔ بی۔ بی۔ ایس سال دوم میں کامیابی کی خوشی میں مندرجہ ذیل رقوم بطور شکرانہ کے ارسال کرتے ہوئے اپنی تعلیم کی تکمیل کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

امانت بدر ۵/-
نشر و اشاعت ۲۰/-
مساجد فنڈ ۱۰/-

خاکسار
قریشی عبد الماجد بی۔ اے ایم ایڈ
قادیان

درخواست دعا

ہماری جماعت کے تین مخلص نوجوان عزیزان عمر عمران، رفیق احمد اور ظفر اللہ خاں کالج کے مختلف امتحانوں میں شریک ہو رہے ہیں۔ جملہ بزرگان و درویشان صحابہ کرام کی خدمت میں ــــ ان تینوں کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ مولا کریم ان کو نمایاں کامیابی عطا فرمائے اور دینی اور دنیاوی نعمتوں سے نوازے۔ آمین۔

خاکسار سید محمد زکریا احمدی عفی عنہ
صدر جماعت احمدیہ کیندرک (اڑیسہ)

وقف جدید کی تحریک بھی کوئی نئی تحریک نہیں

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

ابتداء سے سب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ... قربانیوں کی تحریک برابر کرتے رہے ہیں یہ کوئی نئی تحریک نہیں جو آپ لوگوں سے کی جا رہی ہے یا یہ کہ یہ وقف جدید تحریک بھی کوئی نئی تحریک نہیں ہے جو آج ہم آپ سے کہہ رہے ہیں۔ اس تحریک کا خدا تعالیٰ کے فضل سے دسواں سال شروع ہو چکا ہے اس سلسلہ میں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

"وقف جدید کے کارکن بہت اچھا کام کر رہے ہیں اشاعت اسلام کے کام کے لئے جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہے جذبہ۔ وقف جدید والوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے اتنے علم کی ضرورت نہیں جتنا یہ امر ضروری ہے کہ انسان میں جذبہ موجود ہو حقیقت یہ ہے کہ وہ اس بارہ میں بعض مبلغوں سے بھی بڑھ گئے ہیں"

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ:

"یہ تحریک صرف اس شخص کے لئے ہے جو خدا تعالیٰ کے دین کے لئے قربانی کرنا اپنے لئے برکت احسان اور فضل سمجھتا ہے جو سب کچھ دینے کے باوجود یہ یقین رکھتا ہے کہ اس نے خدا اور اس کے دین پر احسان نہیں کیا بلکہ خدا نے اس پر احسان کیا ہے کہ اس نے اسے خدمت کی توفیق بخشی پس ہر وہ شخص جو کہتا ہے کہ اس تحریک میں شمولیت کے لئے بوجھ ہے میں اسے کہتا ہوں کہ تم چپ رہو جب تک خدا تعالیٰ تمہارے ایمان کو درست نہ کر دے اس وقت تک تم ایک پائی بھی نہ دو اور پھر دیکھو خدا تعالیٰ اس سلسلہ کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے"

وقف جدید کے دسویں سال کے دو ماہ گزر رہے ہیں تمام جماعتوں کے عہدہ داروں کو فارم وعدہ ارسال کئے جا چکے ہیں اور دوبارہ سہ بارہ یاددہانی بھی کرائی جا چکی ہے تاہم ساری جماعتوں کے وعدے ابھی تک موصول نہیں ہو سکے ہیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ احباب جماعت صدر صاحبان مبلغین کرام اس طرف فوری توجہ فرمائیں گے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

نہایت مبارک تحریک اور عہدیداران جماعت کا فرض

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدی بچوں کو وقف جدید میں باقاعدہ حصہ لینے اور کم از کم ۵۰ پیسے ماہوار ادا کرنے کی نہایت مبارک تحریک فرمائی ہے۔ عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ حضور کی اس مبارک تحریک کی اہمیت کے پیش نظر اس تحریک کو خصوصیت سے کامیاب کرنے کی کوشش فرماویں۔

سیکرٹری صاحبان مال ہر جگہ اور ہر بچہ کو چندہ کی وصولی پر الگ الگ رسید جاری کریں اور رجسٹر ناموں میں باقاعدہ اندراج فرما دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

داخلہ مدرسہ احمدیہ

احباب جماعت کو علم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان اشاعت اسلام کی ضرورت کے پیش نظر ہر تعلیمی سال کی ابتداء میں مولوی فاضل کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے طلباء کو داخلہ مدرسہ احمدیہ میں کرتی ہے تاکہ یہ طلباء تحصیل علم کے بعد تبلیغ و اشاعت اسلام کا ذریعہ بنیں۔ چنانچہ امسال بھی اس ضرورت کی تکمیل کے پیش نظر مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت کے لئے طلباء درکار ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مدرسہ احمدیہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

"خدا تعالیٰ نے ایسا ارادہ فرمایا ہے کہ وہ اس جماعت کو بڑھاوے اور وہ اسلام اور توحید کی اشاعت کا باعث ہے۔ مدرسہ کی سلسلہ جنبانی کی بھی اگر کوئی غرض ہے تو یہی ہے ...... کہ یہ مدرسہ اشاعت اسلام کا ایک ذریعہ بنے اور اس سے ایسے عالم اور زندگی وقف کرنے والے لڑکے نکلیں جو دنیا کی نوکریاں اور مقاصد کو چھوڑ کر خدمت دین کو اختیار کریں۔"

حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ:-

"اسلام تو ضرور پھیلے گا اور وہ غالب آئے گا کیونکہ خدا نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے مگر مبارک وہ لوگ ہوں گے جو اس اشاعت میں حصہ لیں گے یہ خدا کا فضل و احسان ہے جو اس نے ان کو یہ موقع دیا ہے۔"

چنانچہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے بچوں کو خدمت اسلام کے پیش نظر مدرسہ احمدیہ کے داخلہ کے لئے تیار کریں اس سلسلہ میں داخلہ فارم نظارت ہذا سے ۳۱ مارچ ۱۹۶۷ء تک طلب کر کے مکمل طور پر خانہ پری کرنے کے بعد ۱۵ اپریل ۱۹۶۷ء تک نظارت ہذا کو پہنچ جانا چاہیئے۔ داخلہ کی مندرجہ ذیل شرائط قابل توجہ ہیں....

۱۔ بچہ کی تعلیم کم از کم مڈل اسٹینڈرڈ تک ضروری ہے۔

۲۔ بچہ اردو زبان بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہو۔

۳۔ نیز قرآن کریم ناظرہ روانی سے پڑھ سکتا ہو۔

صدر انجمن احمدیہ کی جانب سے امسال اس سلسلہ میں سہولت وظائف بھی مقرر ہیں جو طالب علم کی ذہنی، اخلاقی، تعلیمی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔

خواہشمند احباب مقررہ تاریخ تک فارم داخلہ پر کر کے نظارت ہذا کو ارسال فرمائیں۔

ناظر تعلیم قادیان

مورخہ یکم مارچ ۱۹۶۷ء

خبریں

چنڈی گڑھ ۶ر مارچ۔ پنجاب کانگرس اسمبلی پارٹی نے شری گیان سنگھ راڑیوالہ کو اتفاق رائے سے اپنا لیڈر چُن لیا۔ گیان سنگھ راڑیوالہ ۴۸ ممبری کانگرس اسمبلی پارٹی کے متفقہ طور پر لیڈر چنے گئے۔ شری راڑیوالہ کا نام گیانی گورمکھ سنگھ مسافر نے تجویز کیا۔ اور شری پربودھ چندر، شری برش بھان، شری پرتھوی سنگھ آزاد اور دوسروں نے اس کی حمایت کی۔ وزیر خارجہ شری سورن سنگھ بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔ سردار گیان سنگھ راڑیوالہ کی عمر ۶۷ برس کی ہے۔ اور وہ اس وقت مسافر وزارت میں وزیر زراعت ہیں۔ ۱۰۴ کے ایوان میں کانگرس اسمبلی پارٹی کے ۴۸ ممبر ہیں۔ جبکہ [illegible] اکثریت حاصل کرنے کے لئے ۵۳ ممبروں کی ضرورت ہے۔ بعد میں سردار راڑیوالہ نے کہا کہ وزارت بنانے کے متعلق پُر امید ہیں۔

چنڈی گڑھ ۷ر مارچ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے چنڈی گڑھ میں نیز ریاست مارچ کی درمیانی رات سے ایک مہینہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی ہے۔ جس کے تحت پانچ یا اس سے زیادہ اشخاص کے اجتماع پر پابندی لگا دی ہے۔ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کی وجہ یہ دکھائی ہے کہ پنجاب میں وزارت سازی کے بارے میں مختلف سیاسی پارٹیوں کی کوششوں کے نتیجہ میں زبردست کشیدگی پیدا ہو گئی ہے جس سے امن میں خلل پڑنے اور گڑبڑ ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس حکم کے تحت شہر کے مختلف حصوں میں کسی بھی جگہ پر وزارت سازی کے سلسلہ میں تقریر کرنے یا پرچے لٹکانے، اشتہار، جھنڈے یا نعرے لگانے یا تقسیم کرنے کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے۔

نئی دہلی ۶ر مارچ۔ اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ شری مرارجی ڈیسائی پردھان منتری کے عہدہ کے لئے چناؤ لڑیں گے۔ انہوں نے [illegible] اپنے ایجنٹ کو مطلع کر دیا ہے کہ وہ [illegible] ۱۰ مارچ کو چناؤ لڑیں گے۔ اگر مسز اندرا اور شری مرارجی ڈیسائی کا ایک دوسرے کے حق میں دستبردار ہونا ممکن نہیں تو انہیں کسی تیسرے امیدوار کے حق میں دستبردار ہونے کی ترغیب دی جا سکتی ہے۔ [illegible] کانگرس کی [illegible] اس معاملہ میں فیصلہ کن ہوگا لیکن وہ اپنا ارادہ ظاہر نہیں کر رہے۔ شری کامراج ۹ مارچ کو کانگرس ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ میں اپنے نظریہ کا اظہار کریں گے۔

مدراس ۶ر مارچ۔ شری سی۔ این انادورائی نے مدراس کے چیف منسٹر کے عہدہ کا حلف لینے کے بعد فوراً ہاتھ جوڑتے ہوئے شری راجگوپال آچاریہ کے پاس گئے (جو کہ سامنے والی قطار میں بیٹھے ہوئے تھے) اور ان سے آشیرواد مانگا۔ شری راجگوپال آچاریہ نے آشیرواد دینے کے لئے شفقت کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ چیف منسٹر شری انادورائی کے سر پر رکھے۔ دوسرے وزراء نے بھی باری باری شری راجگوپال آچاریہ سے آشیرواد لیا۔

لدھیانہ ۶ر مارچ۔ آج یہاں گندم کی قیمتیں مزید گر گئیں۔ یہ سیاسی حالات کا اثر ہے۔ آج بھاؤ -/۱۰۷ سے -/۱۱۱ روپے فی کوئنٹل تھا۔ آج منڈی میں گندم کی ۷۰۰ بوری آئی۔ جبکہ پہلے روزانہ تقریباً ایک سو سے ڈیڑھ سو بوری آتی تھی۔ آج جالندھر کی منڈی میں بھی گندم کا بھاؤ -/۱۰۹ سے -/۱۱۲ روپے تک رہا۔ مکی کا بھاؤ بھی گر کر ۸۸ روپے ہو گیا۔ قیمتیں مزید گرنے کی امید ہے۔ کیونکہ گندم کی نئی فصل اگلے مہینے میں آنی شروع ہو جائے گی۔ لہٰذا اب بیوپاری اور زمیندار اپنے سٹاک فروخت کر رہے ہیں۔ نیز اس کی وجہ سیاسی صورت حال بھی ہے۔

بمبئی ۶ر مارچ۔ آج بمبئی اور آندھرا کی کانگرسی وزارتوں نے حلف لے لیا۔ بمبئی کی وزارت میں ۲۵ وزیر اور ڈپٹی وزیر ہیں۔ جبکہ آندھرا کی وزارت میں ۱۸ وزیر اور [illegible] راجیہ منتری شامل کئے گئے ہیں۔ آندھرا کے چیف منسٹر شری برہما نند ریڈی اور مہاراشٹر کے شری وی۔ پی نائیک چنے گئے ہیں۔ دونوں اس وقت بھی اپنے اپنے صوبہ کے وزیراعلیٰ تھے۔

مدراس ۶ر مارچ۔ آج مدراس کی پہلی غیر کانگرسی وزارت نے حلف لے لیا۔ یہ وزارت ڈی۔ ایم۔ کے پارٹی دراوڑ منترا کڑگم نے بنائی ہے جسے اسمبلی میں غالب اکثریت حاصل ہے۔ یہ اپوزیشن پارٹیوں کے متحدہ محاذ میں شامل تھی لیکن اسے بطور خود اکثریت مل گئی ہے۔ اس لئے اس نے وزارت میں دوسری اپوزیشن پارٹیوں کو شامل نہیں کیا۔ ان کے چیف منسٹر شری سی۔ این انادورائی ہیں۔ مدراس کے گورنر سردار اُجل سنگھ نے ۹ ممبری وزارت کو حلف دلایا۔ انہوں نے حلف انگریزی میں پڑھا جسے وزراء نے تامل میں دہرایا۔ حلف لینے کی رسم راج بھون کے ہال میں ادا ہوئی۔ جہاں دیگر معززین کے علاوہ سوتنتر پارٹی کے بانی شری راجگوپال آچاریہ بھی موجود تھے۔ اس موقع پر بھگوت گیتا، قرآن اور بائیبل بھی منگوائی گئی تھی۔ تاکہ اگر کوئی اور وزیر کسی اور طریقے سے یا دھارمک گرنتھ کے نام پر حلف لینا چاہے تو لے سکے۔

ترویندرم ۶ر مارچ۔ کیرل میں بائیں بازو کمیونسٹ کی غالب اکثریت کے ساتھ متحدہ محاذ کی جو وزارت شری نمبودری پاد کی رہنمائی میں قائم ہوئی ہے اس نے پہلے دن ہی اس امر کا اشارہ دے دیا کہ مرکز کے ساتھ اس کا کیا رویہ ہے۔ شری نمبودری پاد نے حلف لینے کے بعد جو پالیسی بیان جاری کیا اس میں انہوں نے کہا کہ وہ [illegible] راشن کے سب اول کا نرخ بڑھانے کے متعلق مرکز کی تجویز رد کر دیں گے بلکہ اس امر کا اہتمام کریں گے کہ غریب طبقوں کو راشن کا چاول موجودہ نرخوں کی نسبت کم نرخوں پر ملے۔ انہوں نے کہا کہ خوراک کیرل کے عوام کا سب سے بڑا مسئلہ اور یہ حکومت کی سب سے بڑی سر دردی بھی ہے۔ حکومت [illegible] کو باقاعدہ بنانے کی کوشش کرے گی۔

درخواست دعا۔ جناب میر غلام احمد صاحب کشفی مولوی فاضل راولپنڈی میں قرآن کریم کا ترجمہ "مشعل نور" کے نام سے کر رہے ہیں نصف ترجمہ مکمل ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ اور عوام و خواص میں مقبول ہو چکا ہے۔ سرکاری اور غیر سرکاری مدارس میں داخل نصاب قرار دیا گیا ہے۔ موصوف کو باقی حصہ ترجمہ میں بعض مشکلات درپیش ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور کرے۔

محمد عبداللہ متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

دورہ پروگرام مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیّر فاضل

انسپکٹر بیت المال

جماعتہائے احمدیہ یوپی و بہار مورخہ ۱۲؍۳ تا ۱۴؍۴؍۶۷

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ یو۔پی و بہار کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر فاضل انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل جماعتوں میں مورخہ ۱۲؍۳ تا ۱۴؍۴؍۶۷ دورہ کر رہے ہیں۔ جس میں وہ حسابات کی چیکنگ اور چندہ جات کی وصولی کا کام سرانجام دیں گے۔ امید ہے کہ عہدیداران مال اور دیگر احباب ان سے کما حقہٗ تعاون فرماتے ہوئے عند اللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	کیفیت
۱	قادیان	-	-	۱۲/۳/۶۷	
۲	دہلی	۱۳/۳/۶۷	۱	۱۴	
۳	امروہہ	۱۵	۱	۱۶	
۴	بریلی	۱۶	۱	۱۷	
۵	شاہجہان پور	۱۷	۲	۱۹	
۶	لکھنؤ	۱۹	۱	۲۰	
۷	کانپور	۲۰	۲	۲۲	
۸	بنارس و بھدوہی	۲۳	۲	۲۵	
۹	مظفر پور	۲۵	۱	۲۶	
۱۰	اورین	۲۷	۱	۲۸	
۱۱	مونگھیر	۲۸	۲	۳۰	
۱۲	کھیوہ و بتہ پورہ	۳۰	۳	۲/۴/۶۷	
۱۳	رانچی	۲/۴/۶۷	۱	۴	
۱۴	جمشید پور	۴	۲	۶	
۱۵	موسابنی مائینز	۶	۲	۸	
۱۶	کلکتہ	۹	۴	۱۳	